ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
44
www.tanzeem.org
11 تا 17 صفر المظفر 1437ھ/24 تا 30 نومبر 2015ء

سیرتِ رسول ﷺ
ایک غیر مسلم کی نظر میں

اگر عظمت اس بات میں ہے کہ سر سے پاؤں تک بربریت میں غرق اور چاروں طرف سے اخلاقی ظلمتوں میں گھری ہوئی قوم کی تطہیر کی جائے تو پھر اس عظیم متحرک شخصیت نے عرب قوم کو جو ذلّت کے گڑھے میں گری ہوئی تھی پاک صاف کر کے شائستہ اور مہذب بنایا اور اس کے ہاتھ میں علم اور تہذیب کی مشعل دی' اس لیے وہ عظمت کے پورے پورے حق دار ہیں۔

اگر عظمت اس بات میں ہے کہ معاشرے کے مختلف عناصر سے اختلاف کو دور کر کے محبت کے رشتے استوار کیے جائیں اور ان میں احسان یعنی رحم اور ہمدردی کی روح بھر دی جائے تو اس پیغمبرِ صحرا (ﷺ) نے درحقیقت ایسا کر دکھایا اور وہ اعلیٰ ترین اعزاز کے مستحق ہیں۔

اگر عظمت اس بات میں ہے کہ پستی اور ذلت لانے والی رسوم اور اوہام سے لوگوں کو نجات دلائی جائے تو پیغمبرِ اسلام (ﷺ) نے بلا شبہ یہ بھی کر دکھایا۔

اگر عظمت اخلاقِ حسنہ میں ہے تو محمد (ﷺ) بلاشک وشبہ دوستوں اور دشمنوں دونوں کی نظر میں صادق اور امین تھے۔

اگر عظمت فاتح کے لیے ہے تو پھر حضور (ﷺ) ایک ایسے فاتح ہیں جنہوں نے یتیمی سے ابھر کر عرب میں قیصر و کسریٰ کی ہم سر ایک عظیم اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

اگر عظمت کا معیار یہ ہے کہ لیڈر سے اس کے پیروکار بہت عقیدت رکھتے ہوں تو اس سلسلے میں ان کا نام نامی آج بھی کروڑوں انسانوں کے دل و جان پر جادو کا سا اثر رکھتا ہے۔

پروفیسر راما کرشنا راؤ

اس شمارے میں

مُشتری ہشیار باش

بندۂ مومن کے بنیادی اوصاف

زبانِ خلق پر جب آ گئی ......

خطے میں طالبان اور اسلام کا مستقبل

توبہ کیجیے، ابھی وقت ہے!

سیکولرازم اور سود

پاک بھارت تعلقات کی بہتری کیسے ممکن ہے؟

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (681)

ڈاکٹر اسرار احمد

ابلیس انسان کا کھلا دشمن

سُورۃ بَنِیۤ اِسْرَآءِیْل | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 61 تا 64

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ
طِیْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَاَحْتَنِکَنَّ
ذُرِّیَّتَہٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً
مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ وَاَجْلِبْ عَلَیْھِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ
وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْھُمْ ؕ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

آیت ۶۱ ﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ﴾ ’’اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدمؑ کو تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہیں کیا)۔‘‘

﴿قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ﴿۶۱﴾﴾ ’’اُس نے کہا کہ کیا میں اُسے سجدہ کروں جسے تو نے پیدا کیا ہے مٹی سے؟‘‘

حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا یہ قصہ یہاں چوتھی مرتبہ بیان ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے سورۃ البقرۃ رکوع ۴‘ سورۃ الاعراف رکوع ۲ اور سورۃ الحجر رکوع ۳ میں اس قصے کا ذکر ہو چکا ہے۔

آیت ۶۲ ﴿قَالَ اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾﴾ ’’اُس نے (مزید) کہا کہ ذرا دیکھ تو اُس کو جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے‘ اگر تو مجھے مہلت دے دے قیامت کے دن تک‘ تو میں اس کی پوری نسل کو قابو میں کر کے چھوڑوں گا‘ سوائے بہت تھوڑے سے لوگوں کے۔‘‘

آیت ۶۳ ﴿قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾﴾ ’’اللہ نے فرمایا: جاؤ (دفع ہو جاؤ!) ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں گے تو یقیناً تم سب کی سزا جہنم ہو گی‘ وافر سزا۔‘‘

آیت ۶۴ ﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ﴾ ’’اور تُو پھسلا لے جس پر تیرا بس چلتا ہے ان میں سے اپنی آواز سے‘‘

عربی میں بکری کے ایسے نوزائیدہ بچے کو فزّ کہتے ہیں جو ابھی ٹھیک سے چلنے کے قابل نہ ہو اور کھڑا ہونے کی کوشش میں اس کی ٹانگیں لڑکھڑاتی ہوں۔ اس مناسبت سے یہ لفظ محاورۃً اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جس کی ٹانگیں کسی معاملے میں لڑکھڑا جائیں‘ قدم ڈگمگا جائیں اور ہمت جواب دے دے۔

﴿وَاَجْلِبْ عَلَیْھِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْھُمْ ؕ﴾ ’’اور چڑھا لا اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کو اور شریک بن جا اُن کا مالوں میں اور اولاد میں‘ اور ان سے (جو چاہے) وعدے کر!‘‘

﴿وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾﴾ ’’اور نہیں وعدہ کرتا اُن سے شیطان مگر دھوکے کا۔‘‘

فرمان نبویؐ

ابلیس کا تیر

عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: ((اَلنَّظْرَۃُ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ فَمَنْ تَرَکَھَا لِلّٰہِ اٰتَاہُ اللّٰہُ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ))

(میزان الاعتدال، بحوالہ ایمان و عمل)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’نظر ابلیس کے تیروں میں ایک زہریلا تیر ہے جو شخص محض اللہ کے خوف سے اس کو چھوڑ دے گا، (برائی سے منہ موڑے گا) تو اللہ اس کے بدلہ میں اس کو ایمان دے گا جس کی حلاوت کو وہ اپنے دل میں پائے گا۔‘‘

تشریح: نہ صرف اس کی مٹھاس اور حلاوت اپنے دل میں پائے گا جو یقیناً بہت بڑا انعام ہے بلکہ قرآن حکیم میں یہ بشارت بھی دی گئی ہے: ’’اور جو اپنے ربّ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہیں (دوہرے انعام سے نوازا جائے گا)۔‘‘ (الرحمٰن:46) قرآن کریم نے پھر ابرار و صالحین کی کیفیت یہ بتائی ہے کہ وہ برائی کی جگہوں کے قریب پھٹکنا تو درکنار وہاں سے گزرتے ہوئے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، اسی میں ان کی عظمت کی شان جھلکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ’’غضِ بصر‘‘ ہی آنکھ کے شر کا مؤثر علاج ہے۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 صفر المظفر 1437ھ — جلد 24
24 تا 30 نومبر 2015ء — شمارہ 44

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

مُشتری ہشیار باش

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس کسی نے انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اُس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔'' (المائدہ:32)

اللہ رب العزت کے نزدیک انسانی زندگی کے احترام کا تصور کیجیے کہ وہ قرآن پاک میں موجودہ امت مسلمہ کو بتا رہا ہے کہ یہ بات میں نے سابقہ امت مسلمہ (یعنی بنی اسرائیل) پر بھی تحریراً واضح کر دی تھی کہ ایک شخص کا ناجائز قتل ساری انسانیت کا قتل ہے اور ایک شخص کی زندگی بچا لینا ساری انسانیت کو بچا لینے کے برابر ہے۔ کیا اللہ، اُس کے آخری رسول ﷺ اور آسمان سے نازل ہونے والی آخری مقدس کتاب کے ماننے والے شاہراؤں پر راہ چلتے ہوئے بندگانِ خدا کو یا ہوٹلوں اور ریستورانوں میں کھانا کھاتے ہوئے لوگوں جن کو وہ جانتے اور پہچانتے بھی نہیں، خون میں نہلا سکتے ہیں؟ ہم پیرس میں کھیلی جانے والی خون کی ہولی کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ اگر کوئی گروہ یا ریاست انسانوں کے ناجائز قتل و غارت میں ملوث ہے یا زمین میں فساد پھیلا رہا ہے تو اُس کا ذمہ دار راہ گیروں کو یا کلب میں ناچنے والے فاسق اور فاجر لوگوں کو بھی نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اسلام میں قتال کی اجازت اور اختیار ریاست کو حاصل ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ اگر مسلمان حکمران یہ فریضہ ادا نہیں کر رہے تو مومنین و صادقین کا رویہ کیا ہونا چاہیے۔ بہرحال یہ طے شدہ بات ہے کہ کسی مسلمان ملک میں حتیٰ کہ دارالکفر میں بھی کوئی گروہ منہ اٹھا کر عام شہریوں کا قتل عام کرتا ہے تو وہ انسانیت کا قاتل ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ سانحہ پیرس میں کون ملوث ہے، یہ کس کی سازش ہے۔ ہم بہرحال عام شہریوں کے قتل عام کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اسے اسلام کی تعلیمات کے خلاف سمجھتے ہیں۔

البتہ ماضی قریب میں ہونے والی دہشت گردی کی بڑی وارداتوں کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو ایک بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ بڑی قوتیں اپنے عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے ایسے خونی کھیل کا جال خود بُنتی ہیں اور ایسے معصوم لوگ جو مذہبی جذبات رکھتے ہیں لیکن مذہب کی تعلیمات کو صحیح طور پر نہیں جانتے اور سمجھتے، وہ شدتِ جذبات کی وجہ سے شیاطین انس کی سازشوں کا سافٹ ٹارگٹ بن جاتے ہیں۔ وہ اس بہلاوے میں آ جاتے ہیں کہ فسق و فجور میں جو لوگ ملوث ہیں یا جو قوتیں اور ممالک مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں اُن کا بزور بازو خاتمہ کرنا اُن کا دینی فریضہ ہے۔ اگر وہ دشمن کی منظّم افواج یا اُن کی سرکردہ شخصیات تک نہیں پہنچ سکتے تو اُن کے عام شہریوں کے خون سے ہاتھ رنگ کر ہی اُنہیں ممکنہ نقصان پہنچایا جائے۔ یہ طرزِ عمل کسی طرح بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں بلکہ صریحاً خلافِ اسلام ہے۔ مسلمانوں کو اجتماعی طور پر نقصان پہنچانے کے لیے اسلام دشمن عالمی قوتیں ایسے خونین ڈرامے رچانے کے لیے کیسی کیسی خوف ناک سازشیں کرتی رہی ہیں، اُن میں سے چند ایک ہم بڑے اختصار سے قارئین کی خدمت میں پیش کیے دیتے ہیں۔

نائن الیون کے بارے میں تو ہم اپنی کئی تحریروں میں دنیا بھر میں شائع ہونے والی کتب کے حوالے سے یہ عرض کر چکے ہیں کہ یہ ڈرامہ نیو ورلڈ آرڈر کی تھیوری کو عملی جامہ پہنانے کے لیے رچایا گیا۔ اس کے لیے اُس دن کو منتخب کیا گیا جس دن یہودی چھٹی کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک اطلاع کے مطابق ٹوئن ٹاورز میں حادثہ کے

وقت صرف دو یہودی موجود تھے۔ بہت سے انجینئر اس بات پر متفق ہیں کہ جہاز ٹکرانے سے عمارت اس انداز سے گر ہی نہیں سکتی جس انداز سے ٹوئن ٹاورز گرے۔ یہ بالکل اس طرح گرے جیسے امریکہ میں پرانی عمارتوں کو ان کو تہہ میں بارود رکھ کر گرایا جاتا ہے پھر یہ کہ دنیا کی سپریم قوت کی فضا میں کئی منٹ تک نامعلوم جہاز اُڑتے رہے لیکن امریکی فضائیہ حرکت میں نہ آئی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پینٹاگون کی دیوار کو پھاڑ کر اندر گرنے والے جہاز کا اگلا حصہ اُس سوراخ کے قطر سے بڑا تھا۔ جو دیوار میں ہوا تھا۔ خود امریکہ میں کہا جانے لگا: It was inside job۔ آخر کیا وجہ ہے کہ امریکی حکومت نے آج تک اتنے بڑے سانحہ کی ڈھنگ سے تحقیق ہی نہیں کی وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال اس سانحہ سے امریکیوں کو مشتعل کرنا اور افغانستان، عراق میں جنگ میں کودنے سے پہلے اپنے عوام کی حمایت حاصل کرنا مطلوب تھا، وہ اُنہیں حاصل ہوگئی۔ بعدازاں جذبات کے ٹھنڈا پڑ جانے کے عمل کے سدباب کے لیے اور یورپی عوام کو بھی مشتعل کرنے کے لیے لندن میں 7/7 (سیون سیون) بھی کیا گیا۔ وہ یوں کہ لندن میں دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے مشقیں کرائی جارہی تھیں۔ مشقوں میں حصہ لینے والے رضا کاروں کو نقلی گولہ بارود دیا جاتا تھا۔ چند پاکستانی نژاد برطانوی لڑکوں کی پیٹھ پر اصلی بارود لاد دیا گیا، جو پھٹ گیا۔ دوسو کے قریب افراد ہلاک ہو گئے۔ دہشت گردی کے خلاف یورپی عوام کے جذبات بھی مشتعل ہوئے اور حکومت نے برطانوی افواج کے افغانستان میں لڑنے کا جواز اپنے عوام کو فراہم کر دیا گیا۔ 8/8 (ایٹ ایٹ) میڈرڈ (سپین) میں کیا گیا۔ عراق کے خلاف W.M.D کا جھوٹا افسانہ گھڑ کے عوام میں خوف و ہراس پیدا کیا گیا اور اُسے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ برطانیہ کے سابق وزیراعظم ٹونی بلیر اپنے اس جرم کا اعتراف کر چکے ہیں کہ یہ سب جھوٹ تھا۔ ان تمام سازشوں میں سی آئی اے اور موساد کا ہاتھ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ عیسائی اور یہودی یہ سازشیں صرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہیں کر رہے بلکہ اس سے پہلے جب انہیں اشتراکیت سے خطرہ لاحق ہوا تب بھی ایسی سازشیں کی جاتی رہیں۔ گلف آف ٹانکین (Gulf of Tonicin) میں امریکی طیاروں نے اپنے ہی بحری بیڑے پر حملہ کر کے اسے غرق کر دیا اور ویت نامیوں پر الزام لگا کر ویت نام کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ یہ کسی نیوز ایجنسی کی خبر یا کسی انوسٹی گیٹنگ جرنلسٹ کی تیار کردہ سٹوری نہیں ہے بلکہ خود سی آئی اے نے اپنے سابقہ کارنامے ڈی کلاسیفائی کیے ہیں جن میں واضح اعتراف کیا گیا ہے کہ ہم یہ کچھ کرتے رہے ہیں۔ ماضی میں ہونے والے ایسے واقعات کی مزید چھان بین کیجیے۔ یہودی عیسائیوں کو اپنی لائن پر لانے کے لیے اُنہیں بھی آپس میں لڑاتے رہے۔ جنگ عظیم اول اور دوئم دونوں یہودی سازشوں کا نتیجہ تھیں۔ جنگ عظیم میں روتھز چائلڈ فیملی (Rothschild family) کا ایک فرد جرمنی کی مالی مدد کر رہا تھا اور دوسرا فرد برطانیہ کو فنانس کر رہا تھا۔ جرمنی کی ایک U-2 نامی سب میرین امریکی جہاز سے ٹکرا دی گئی۔ یہ انکشاف بھی خود امریکی خفیہ ایجنسی نے اپنی دستاویزات ڈی کلاسیفائی کرتے ہوئے کیا ہے۔ پھر پرل ہاربر پر جاپان سے حملہ کروا کر امریکہ کو درندگی کا موقع فراہم کیا گیا اور اُس نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر لاکھوں انسانوں کو زندہ جلا کر بھسم کر دیا۔ پیرس میں حالیہ دہشت گردی کو سمجھنے کے لیے ایک یورپی دانشور کے چند سال پہلے کہے ہوئے جملے کفایت کریں گے۔ وہ کہتا ہے:

"Islam is a virus deadly spreading through out Europe and western world. We are going to wait for too long to develop a vaccine to find a way to fight this" گویا اُن کے نزدیک اسلام یورپ میں ایک وائرس کی طرح پھیل رہا ہے، لہٰذا وہ ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ اس وائرس کی کوئی ویکسین تیار کی جائے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ پیرس میں ایسی دہشت گردی کا ارتکاب کروا کر درحقیقت انہوں نے یورپ میں پھیلتے ہوئے اسلام (جسے وہ وائرس کہہ رہے ہیں) کا راستہ روکنے کے لیے یہ خونی ویکسین تیار کی ہے تو کیا یہ حقیقت سے بعید ہوگا؟

امت مسلمہ کا المیہ یہ ہے کہ ایک طرف وہ جذباتی عناصر ہیں جو زمینی حقائق کو مکمل طور پر فراموش کر کے اپنی اور دشمن کی قوت کے عدم توازن کو ختم کیے بغیر اور جہاد کے بنیادی تقاضوں کو پورے کیے بغیر عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جانیں دے رہے ہیں جبکہ دوسری طرف مسلمان حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اقتدار سے چمٹے رہنے کے لیے ان ہی دشمنوں کا سہارا لیے ہوئے ہیں جو مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ اسلام دشمن قوتیں مسلمان حکمرانوں کو اپنے اس ایجنڈے کی تکمیل کے لیے استعمال کر رہی ہیں اور مسلمان حکمران کٹھ پتلیوں کی طرح اُن کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ ذہنی غلامی میں جکڑے ہوئے اور اقتدار کی ہوس میں اندھے ہو جانے والے ان حکمرانون سے بہت کم توقع ہے کہ یہ جاگیں گے۔ ہم عوام سے مخاطب ہو کر عرض کریں گے ہُشیار باش دیکھو تمہارے خلاف کیسی منصوبہ بندیاں ہو رہی ہیں۔ اب انہیں یورپ سے باہر دھکیلا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ وہ خود وہاں سے نکل آئیں۔ اور دین سے وابستہ ہو جائیں۔ فی الحال بیرونی دنیا سے جتنا ممکن ہو سکے، لاتعلق ہو کر پہلے اپنے ملک میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کریں۔ یہ انقلابی قدم انہیں معاشی اور سیاسی طور پر توانا کر دے گا۔ نیل کے ساحل سے کاشغر تک ایک ہو جائیں۔ عالمی سطح پر نظام خلافت قائم کریں۔ پھر کسی کی جرأت نہ ہوگی کہ ہمیں یوں ذلیل و رسوا کرے۔ کوئی مصلحت پسند اِسے ناممکن قرار دے سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کو اللہ نے ایمان کے ذریعے بڑی قوت بخشی ہے۔ انسان اگر نیت نیک ہو، سمت درست ہو، عزم صمیم ہو اور ہدف واضح ہو تو دنیا کی کوئی قوت بھی اُس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ فیصلہ خود ہم نے کرنا ہے، دل یا شکم، وگرنہ مغرب کی ٹھوکریں ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑیں گی۔ آخر میں دعا کرتے ہیں کہ: اے اللہ! ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرما اور دین متین کے نفاذ کے لیے صحیح حکمت عملی اور درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی توفیق بخش اور دشمن کی چالبازیوں سے محفوظ رکھ۔ آمین یا رب العالمین!

بندۂ مؤمن کے بنیادی اوصاف

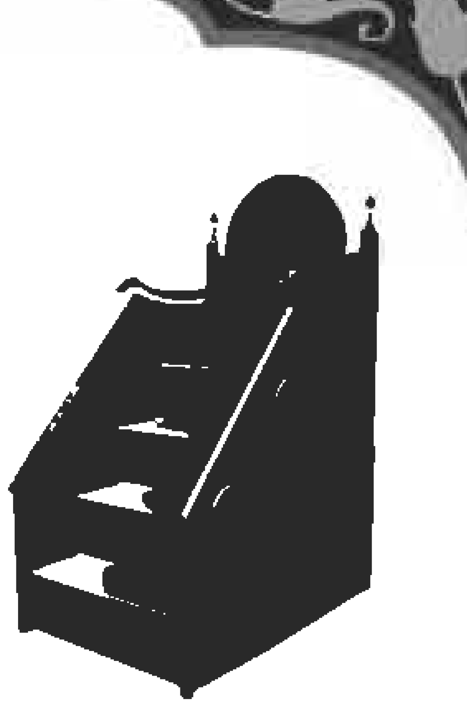

سورۃ المعارج کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 06 نومبر 2015ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

تذکر بالقرآن کے ضمن میں سورۃ المعارج ہمارے زیرِ مطالعہ ہے اور اس کی 22 آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ ان آیات میں کفار کی جانب سے کیے جانے والے سوالات کا تذکرہ تھا کہ قیامت کب آئے گی اور جنت و دوزخ، جس کا تم وعدہ کرتے ہو وہ کہاں ہے۔ یہ سوالات محض وقت گزاری، ضد اور ہٹ دھرمی کے لیے تھے، اس لیے کہ ان کا انسان کے عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آگے بتایا گیا کہ اب تو یہ بڑھ چڑھ کر قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں، جب قیامت آئے گی تو مجرموں کا حال یہ ہو گا کہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو تکلیف میں دیکھیں گے، لیکن اُس دن ہر ایک کی خواہش ہو گی کہ کسی طرح میں بچ جاؤں باقی چاہے ساری دنیا جہنم میں ڈال دی جائے۔ تب اُنہیں اندازہ ہو جائے گا کہ سب سے اہم ترین مسئلہ یہ تھا جس کی طرف ہم نے کبھی توجہ نہیں کی۔ اس کے بعد آیت 19 میں بتایا گیا کہ انسان کے اندر کچھ خلقی کمزوریاں ہیں اور اسے بے صبرا پیدا کیا گیا ہے اور اس کے بے صبرا ہونے کے دو پہلو ہیں: (1) جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ فوراً گھبرا جاتا ہے، اور (2) جب اسے کوئی خیر اور بھلائی ملتی ہے تو وہ بہت بخیل بن جاتا ہے۔

اب آگے اُن لوگوں کا تذکرہ ہے جو ان جبلی کمزوریوں سے بچے ہوئے ہیں، فرمایا:

﴿اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾﴾

''سوائے نمازیوں کے۔''

ہم اپنے اعتبار سے سوچیں تو یہاں ''الا المؤمنین'' ہونا چاہیے تھا کہ ان جبلی کمزوریوں سے وہ محفوظ رہتے ہیں جو صاحب ایمان ہیں۔ اس لیے کہ انہیں معلوم ہے کہ ساری تکلیفیں بھی اللہ کی طرف سے ہیں اور ساری نعمتیں بھی اللہ کی طرف سے ہیں اور یہ دونوں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔ لیکن یہاں مؤمنین کی جگہ مصلین لا کر بتایا گیا کہ مؤمن اور مصلی ہم معنی اور مترادف ہیں اور ایک ہی شخصیت کے دو عنوان ہیں۔ سچے مؤمنوں کی سب سے نمایاں مثال ہی یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے ہیں۔ یعنی جس کے اندر اللہ، رسالت، قرآن اور آخرت پر پختہ ایمان ہے تو اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والا ہوتا ہے۔

اگلی آیات میں سچے اہل ایمان کے کردار کو نمایاں کیا جا رہا ہے اور بندۂ مؤمن کی شخصیت اور اس کے کردار کے حوالے سے اہم ترین اصول بیان ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلا اصول یہ بیان ہوا:

مرتب: حافظ محمد زاھد

﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾﴾

''جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔''

پھر یہی بات دوبارہ آیت 34 میں بایں الفاظ فرمائی گئی:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾﴾

''اور وہ لوگ کہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں۔''

یعنی نماز کے حوالے سے یہ معاملہ نہیں ہونا چاہیے کہ کبھی پڑھ لی کبھی نہیں پڑھی، بلکہ پوری پابندی کے ساتھ اس کا اہتمام کرنا ہی بندۂ مؤمن کی شان ہے۔ گویا نماز اس کی زندگی کا اتنا مضبوط کھونٹا بن جاتا ہے کہ ہر چیز اس کے ساتھ جڑ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے شب و روز کی منصوبہ بندی بھی نمازوں کے مطابق کرتا ہے، مثلاً ظہر کے بعد میٹنگ ہو گی، عصر کے وقت کوچ کریں گے، وغیرہ۔

ارکانِ اسلام میں نماز کی ایک خاص اہمیت ہے۔ ویسے تو ارکانِ اسلام پانچ ہیں، لیکن ان میں مرکزی ستون نماز ہے۔ اس لیے کہ زکوٰۃ اور حج ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے، بلکہ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب پر اور حج صرف اس پر فرض ہے جس کے پاس زادِ راہ ہو۔ اسی طرح روزہ بھی سال میں صرف ایک مہینہ فرض ہے، لیکن نماز ایسی چیز ہے جو دن میں پانچ مرتبہ ہے۔ گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کا مرکزی ستون نماز ہے۔

ان آیات کے حوالے سے یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ سورت ابتدائی مکی دور کی ہے اس لیے ان میں بندۂ مؤمن کے کردار کے حوالے سے روزہ، زکوٰۃ اور حج کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سارے احکامات مدنی دور میں نازل ہوئے ہیں اور اس وقت تک ان کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا جب کہ نماز تو شروع سے ہی آنحضور ﷺ نے پڑھنا شروع کر دی تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ ؐ مکی دور کے آغاز سے ہی تہجد پڑھا کرتے تھے اور اس میں آدھی آدھی رات قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

بندۂ مؤمن کا دوسرا وصف مال و دولت کے حوالے سے ہے۔ اس سے پہلے یہ جان لیجیے کہ انسان کے اندر موجود نفسانی خواہشات میں سے ایک لازمی خواہش یہ بھی ہے کہ میرا مال اور بنک بیلنس کیسے بڑھے گا۔ یہ خواہش ہر انسان کے اندر ہے، لیکن بندۂ مؤمن کی خواہش یہ ہو گی کہ میں اپنے مال کے ذریعے آخرت کو سنوارنے کی فکر کروں اور اسے اللہ کے بنک میں جمع کراؤں اس لیے کہ وہاں اس کے بدلے جو کچھ ملے گا، اس کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بڑے سے بڑا بنک اور کوئی بڑے سے بڑا معاشی ادارہ آپ کو

وہ منافع دے ہی نہیں سکتا جو اللہ تعالیٰ دے گا۔ مزید یہ کہ جو اللہ دے گا وہ ہوگا بھی ابدی۔ یہاں آپ کو جو بھی منافع ملے گا، وہ آپ کی زندگی تک محدود ہے۔ موت آئی تو سب صفر اور سب کچھ وارثین کا ہو جائے گا۔ جسے آخرت پر یقین ہے وہ تو اپنے مال کو وہاں انوسٹ کرے گا جہاں سے بے حد وحساب اجر ملے گا اور وہ کبھی نہ ختم ہونے والا ہوگا۔ ویسے تو ہم سارے بھی صاحب ایمان ہیں' لیکن آخرت کے یقین سے محروم ہیں۔ یہ دنیا ہمارے اوپر اتنی غالب آ چکی ہے کہ آخرت کا بس بالکل مدھم سا یقین ہے' بس کچھ پرچھائی سی ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

اس تناظر میں بندۂ مؤمن کا دوسرا وصف یہ بیان کیا گیا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾﴾

''اور وہ جن کے اموال میں معین حق ہے' مانگنے والے کا اور محروم کا۔''

سائلین دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو واقعی ضرورت مند ہیں اور کسی کے پاس جا کر اپنی حاجت رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ واقعی مستحق ہیں اور ان کو دینا بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔ دوسرے سائلین وہ ہیں جو پروفیشنل بھکاری ہیں۔ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہاں وہ مراد نہیں ہیں' لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اگرچہ مانگنا اپنی جگہ انتہائی ناپسندیدہ شے ہے' کوئی شخص اس کو اپنا پروفیشن بنا لے تو اس کے لیے احادیث میں سخت ترین وعید آئی ہے' لیکن اس کے باوجود انسانی شرافت ومروت کا تقاضا یہ ہے کہ مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ دے دو۔ یا پھر اس پیشہ کی حوصلہ شکنی کے لیے آپ اس سے معذرت کر لیں، لیکن جھڑکنا نہیں ہے۔ سورۃ الضحیٰ میں باقاعدہ طور پر اس سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ یہ انسانی شرافت ومروت کے خلاف ہے۔

زیر مطالعہ آیت میں فرمایا گیا کہ انسان کے مال میں ایک طرف سائلین کا حق ہے اور دوسری طرف محرومین کا۔ محروم وہ ہے جو واقعی ضرورت مند ہے اور جس کے پاس وہ اسباب ہی نہیں ہیں جن کے ذریعے وہ اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکے۔ صبح سے شام تک محنت بھی کر رہا ہے لیکن اپنے بچوں کو دو وقت کھانا نہیں کھلا سکتا۔ اس کے پاس سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ کرائے کا مکان لے گا تو کرایہ کہاں سے دے گا؟ مکان کا کرایہ دے دے گا تو بجلی کا بل کہاں سے دے گا؟ ہماری آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ بنیادی ضروریات سے محروم ہے۔ لہٰذا جن کو اللہ نے زیادہ مال دیا ہے' ان کے مال میں گویا ان محرومین کا بھی حق ہے کہ یہ ان کو دیں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ اگرچہ فرض صرف زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ کی بھی ایک خاص شرح یعنی سالانہ ڈھائی فیصد معین ہے' لیکن اسلام کی روح یہ ہے کہ اس سے آگے بڑھ کر آپ اپنے آس پڑوس میں موجود سائلین اور محرومین کی اپنے زائد مال سے ضرور مدد کریں۔

بندۂ مؤمن کے کردار کی تیسری خوبی یہ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾﴾

''اور جو فیصلے کے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔''

آخرت پر ان کا یقین کبھی متزلزل نہیں ہوتا اور انہیں ہر وقت آخرت کا خیال دامن گیر رہتا ہے کہ ایک دن اللہ کی عدالت میں کھڑا ہونا ہے۔ اسی استحضارِ آخرت کے کی کیفیت کے بارے میں آیت 27، 28 میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾﴾

''اور جو اپنے رب کے عذاب سے لرزاں وترساں رہتے ہیں۔ یقیناً ان کے رب کا عذاب ایسا نہیں ہے کہ کوئی اس سے نڈر ہو جائے۔''

تمام انبیاء ورسل اور تمام آسمانی کتابیں انسان کو یہ بتاتے

پریس ریلیز 20 نومبر 2015ء

ہم عام شہریوں کے قتل عام کی شدید مذمت کرتے ہیں لیکن دنیا کو ان خونی واقعات کے اسباب پر غور کرنا ہوگا

یہ کیسے ممکن ہے کہ شام میں مسلسل دھماکے ہوتے رہیں اور پیرس دھماکوں سے محفوظ رہے۔ کابل سکون کو ترسے اور لندن میں مکمل سکون ہو۔ یہ دنیا اکٹھی ابھرے گی اور اکٹھی ڈوبے گی

دنیا میں امن قائم کرنے کا صرف اور صرف یہ طریقہ ہے کہ انصاف کا بول بولا ہو، کوئی طاقتور کسی کمزور پر ظلم وستم نہ ڈھائے

حافظ عاکف سعید

اسلام دہشت گردی کی ہرگز تائید نہیں کرتا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہم دہشت گردی اور عام شہریوں کے قتل عام کی شدید مذمت کرتے ہیں لیکن دنیا کو ان خونی واقعات کے اسباب پر غور کرنا ہوگا اور انہیں سنجیدگی سے ختم کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کی پوتی فاطمہ بھٹو کے اس بیان کی تائید کی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ شام میں مسلسل دھماکے ہوتے رہیں اور پیرس دھماکوں سے محفوظ رہے۔ کابل سکون کو ترسے اور لندن میں مکمل سکون ہو، امریکہ میں سکول کے بچے محفوظ ہوں اور بغداد میں سکول کے بچے غیر محفوظ ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ یہ دنیا اکٹھی ابھرے گی اور اکٹھی ڈوبے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ پہلے ہر دہشت گردی کے واقعہ کے بعد دینی مدارس کی طرف انگلی اٹھتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ماضی قریب میں دہشت گردی کی جتنی وارداتیں ہوئی ہیں اُن میں دنیا بھر کے جدید تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں کا نام سامنے آیا ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کا صرف اور صرف یہ طریقہ ہے کہ انصاف کا بول بولا ہو، کوئی طاقتور کسی کمزور پر ظلم وستم نہ ڈھائے۔ اُنہوں نے کہا کہ نظام خلافت ہی دنیا کو اجتماعی سطح پر ایسا عادلانہ نظام فراہم کرسکتا ہے جس سے یہ دنیا جنت نظیر اور امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

ہوئے آئی ہیں کہ آخرت کا عذاب بہت سخت ہے اور وہاں دو ہی انجام ہوں گے۔ کامیاب لوگ جنت میں جائیں گے اور جو ناکام ہیں وہ بدترین انجام کو پہنچیں گے جس کا عنوان جہنم ہے۔ لہٰذا ایمان والے ڈرتے اور کانپتے رہتے ہیں کہ کہیں ہم سے دینی فرائض میں کوئی خطا نہ ہو جائے یا اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے کہ جس کی بنا پر آخرت میں ہم اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہریں۔

یہ معاملہ صحابہ کرام ؓ میں انتہائی درجے کا تھا کہ صحابیت جیسے بلندترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود ہر وقت کانپتے رہتے تھے کہ ہم سے کوئی ایسی خطا نہ ہو جائے کہ جس کی وجہ سے آخرت میں ہمیں نقصان اٹھانا پڑے' جبکہ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہمیں اس کا کوئی احساس تک نہیں ہے۔ حالانکہ بندۂ مؤمن کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت خوف اور امید کے درمیان رہتا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بھی ہے اور پورے طریقے سے اللہ سے وفاداری کر رہا ہے اور اس کی بندگی کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہے۔ دوسری طرف ڈرتا اور کانپتا بھی رہتا ہے کہ کل مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے کہ میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں۔

احادیث میں آتا ہے کہ بعض اوقات ایک شخص نیک کام کرتا رہا' لیکن زندگی کے آخری حصے میں شیطان اس پر غالب آ گیا اور وہ پٹڑی سے اُتر گیا تو اس کا انجام جہنم ہے اس لیے کہ آخری دور کا معاملہ ہی فیصلہ کن ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص گناہ کرتا رہا' پھر اس کی نیکی کی طرف توجہ ہوئی اور وہ دین کے تقاضوں کو پورا کرنے لگ گیا' اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی تو وہ جنت میں پہنچ جائے گا چاہے اس کی زندگی کا بڑا حصہ گناہوں میں گزرا ہو۔ اسی لیے جو اہل اللہ اور سچے اہل ایمان ہوتے تھے' وہ کہا کرتے تھے کہ کچھ پتا نہیں کہ ہمارا انجام کیا ہو گا اور یہی ان کے صاحب ایمان ہونے کا ثبوت ہے۔

بندۂ مؤمن کی چوتھی صفت اور کردار کی ایک اہم خوبی یہ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۲۹﴾

''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

انسان کے کردار کے حوالے سے عصمت و عفت کی پابندی کا معاملہ بہت اہم ہے۔ یہاں سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے وہ پورے معاشرے اور پوری تہذیب کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہ شیطان کے حربوں میں سے ایک بڑا حربہ ہے کہ وہ تمہیں بے حیائی کے راستے کی طرف لے جاتا ہے۔ بے حیائی اور بے راہ روی سے نوعِ انسانی ایک سنڈاس اور کوڑے کا ڈھیر بن جاتی ہے' جیسے آج پوری نوعِ انسانی اس اعتبار سے بنی ہوئی ہے الا ماشاء اللہ۔

اب یہ ایک بندۂ مؤمن کے اساسات کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرتا ہے اور جائز راستوں سے ہی اپنی خواہشات پوری کرتا ہے۔ اگلی آیت میں ان جائز راستوں سے متعلق فرمایا:

﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۳۰ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۳۱﴾

''سوائے اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے' تو ان لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔ تو جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں''۔

جو جائز راستہ ہے' اس میں کوئی ملامت نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ سلسلہ تخلیق اور نسل انسان کے فروغ کے لیے ہے۔ شریعت میں بیویوں اور لونڈیوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کرنے کی اجازت ہے اور جو صاحب ایمان ہوتے ہیں وہ ان کے سوا کہیں اور دائیں بائیں نہیں جاتے۔ یہ ہے سیکس ڈسپلن۔ لونڈیوں' باندیوں اور غلامی کا تصور دورِ جاہلیت میں تھا جبکہ اسلام نے آہستہ آہستہ اس کو کم کیا ہے' لیکن ختم نہیں فرمایا۔ آج کے دور میں اس کا تصور نہیں ہے' البتہ قربِ قیامت کے وقت جب نظامِ خلافت قائم ہو گا تو اس وقت جہاد بھی ہو گا' قتال بھی ہو گا۔ اس وقت جو جنگی قیدی ہوں گے ان کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے ملک یمین کا قانون بڑا معزز معاملہ ہے۔ اس کا ایک پورا نظام ہے اور باقاعدہ غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق وضع کیے گئے ہیں۔ اگر کسی لونڈی سے اولاد ہو جائے تو اس کا سٹیٹس بلند ہو جاتا ہے اور وہ اُم ولد کہلاتی ہے۔ اس کے حقوق باقاعدہ بڑھ جاتے ہیں۔ یہ سارا معاملہ اس وقت تھا اور جائز راستوں میں سے ایک راستہ لونڈی کا بھی تھا لیکن اس وقت اس کی کوئی شکل موجود نہیں ہے۔

ایک جائز راستہ بیویوں کے حوالے سے بھی ہے جس کے ذریعے اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ میں اس کی طرف اشارہ اس لیے کر رہا ہوں کہ آج کے ماحول میں جنسی جذبات کو آخری درجے تک پہنچا دیا گیا ہے۔ پورا معاشرہ' پورا میڈیا اسی کام میں لگا ہوا ہے' چنانچہ بے راہ روی اور زنا بہت عام ہے اور اس کے سارے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف شادی کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ ہم نے اس کے ساتھ ایسی ایسی رسومات وابستہ کر دی ہیں کہ عام آدمی کے پاس بجٹ نہیں ہے' لہٰذا شادیاں لیٹ ہوتی ہیں اور پھر ماحول میں جنسی جذبات کی بہتات کی وجہ سے لوگ زنا کی طرف جاتے ہیں۔

بہرحال اللہ نے انسان میں جنسی جذبہ بہت قوی رکھا ہے اس لیے کہ نسل انسانی کا فروغ اس سے وابستہ ہے۔ لیکن آج کے دور میں زنا آسان اور شادی کرنا مشکل ہے اور پھر دوسری شادی کو تو اتنا مشکل بنا دیا گیا ہے جیسے یہ کوئی جرم عظیم ہو۔ اب اس وقت ملک یمین کا راستہ بھی نہیں ہے' شادی کرنا بھی دوبھر ہے اور زنا کے لیے سارے راستے بھی ہموار ہیں تو پھر وہی ہو گا جو آج ہو رہا ہے۔ اسلام میں نظامِ عصمت و عفت کی بہت اہمیت ہے اور اس کی خلاف ورزی بہت بڑا جرم ہے اور اس کی اتنی حوصلہ شکنی کی گئی ہے کہ غیر شادی شدہ کے لیے سو کوڑے ہیں اور شادی شدہ کے لیے رجم کی سزا ہے۔

اگلی آیات میں بندۂ مؤمن کے کردار کے حوالے سے دو اہم وصف بیان ہو رہے ہیں' فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝۳۳﴾

''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں''۔

یہ بھی کردار کا ایک بہت بڑا حصہ ہے کہ کوئی چیز امانت رکھوائی جائے تو وہ ایمانداری کے ساتھ واپس لوٹائی جائے۔ ایک تصورِ امانت یہ ہے کہ کوئی شے' کوئی نقدی کسی کے پاس امانت رکھوائی گئی اور کچھ عرصے بعد اس نے امانت داری سے وہ چیز واپس کر دی۔ لیکن اسلام میں امانت کا تصور اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ شہادت اور گواہی بھی ایک امانت ہے۔ اگر آپ حق اور سچ کے خلاف گواہی دے رہے ہیں تو آپ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح یہ تمام ذمہ داریاں اور خاص طور پر حکومتی منصب بھی امانت

شمار ہوتے ہیں جن میں تھوڑی سی بھی اونچ نیچ بددیانتی شمار ہوگی۔ آج پاکستان میں کرپشن کا حال آپ کو معلوم ہے۔ استثناءات ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن عمومی طور پر سرکاری ملازمت کا مطلب افسر بن کر اپنے اختیارات کا زیادہ سے زیادہ ناجائز استعمال کر کے اپنے کھاتے بھرنا اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو میرٹ سے ماوراء فائدہ پہنچانا ہے۔

اسی طرح دوسری شے عہد کی پاسداری ہے کہ جو وعدہ کر لیا ہے اس کا پورا لحاظ کرنا۔ یہ انسانی کردار کے دو بڑے اہم وصف ہیں۔ اس کے حوالے سے ایک بڑی پیاری حدیث ملتی ہے۔ اس کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا ہو اور اس میں یہ بات نہ کہی ہو: ((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ)) ''جس شخص کے اندر امانت داری کا وصف نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جس کے اندر عہد کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔'' یہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات۔ یہ کردار اگر ختم ہو جائے یعنی عہد اور امانت داری نہ رہے تو پھر وہ قوم مریض بن جاتی ہے اور زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ بہرحال دورِ جاہلیت میں عربوں کے ہاں خاص طور پر ان چیزوں کو بہت اہم سمجھا جاتا تھا۔ ان میں بہت سی برائیاں تھیں لیکن بعض خوبیاں بھی موجود تھیں' تبھی وہ قوم جب ایمان کی طرف آئی ہے تو دنیا کی امام بنی ہے۔ خاص طور پر ان میں عہد اور امانت کی پاسداری کی خوبی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر غلطی سے بھی اپنے باپ کے قاتل کو پناہ دے بیٹھتے تھے تو پھر اس وعدے کو نبھاتے تھے۔ چنانچہ جاندار قوم وہی ہوتی ہے جس کے اندر یہ اوصاف موجود ہوں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان آیات میں انسانیت کے بنیادی اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جن میں یہ اوصاف ہوں گے وہ یقیناً دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہوں گے اور قیامت کے دن تو ان کا حال یہ ہوگا:

﴿اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾﴾

''یہی لوگ ہیں جو جنتوں میں ہوں گے اور وہاں ان کا اعزاز و اکرام ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اوصاف کو اپنانے اور پھر ان پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

زبانِ خلق پر جب آ گئی......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

نواز شریف دورۂ امریکہ سے کیا لوٹے گویا مرحوم ابا جی کے تربیت یافتہ پاکستانی نواز شریف (جن کی اہلیہ اقبالؒ پر خوب دسترس رکھتی ہیں) کو وہیں چھوڑ آئے۔ ری کنڈیشنڈ نواز شریف کو پاکستان (یعنی پاک لوگوں کا ملک!) حیرت زدہ ہو کر آنکھیں مل مل کر دیکھ رہا ہے، اگرچہ آثار تو امریکہ جانے سے پہلے ہی ہویدا تھے۔ نفاذ اردو پر لاہوری پاکستانی شریف برادران کی موجودگی میں حکومت پنجاب نے نظرثانی کی درخواست دائر کر رکھی تھی۔ ہمیں اردو سے معاف رکھا جائے۔ آقاؤں کی زبان (آئے یا نہ آئے) ہی بھلی لگتی ہے۔ واپس آ کر اب خبر ہے کہ وفاقی حکومت بھی سپریم کورٹ میں پاکستان کو نفاذ اردو سے معاف ہی رکھنے یا کم از کم (سود کی طرح) لمبا لٹکانے کی رٹ دائر کرنے کو ہے۔ اس دھچکے سے پاکستان نکلا بھی نہ تھا کہ دوسرا وار اسلامی جمہوریہ پاکستان پر یہ ہوا کہ نیا پالیسی بیان جاری فرمایا۔ عوام کا مستقبل جمہوری اور لبرل پاکستان ہے۔ یعنی خاموشی سے دل امریکہ میں کھٹکنے والے کانٹے اسلامی کو نکال کر لبرل پاکستان کی نوید (وعید) دی۔ ہمیں تو یہ پریشانی لاحق ہے کہ نہتے نواز شریف امریکہ سے لبرل ازم کا پراجیکٹ لے کر لوٹے ہیں، اگر یہی پیکیج بندوق بردار راحیل شریف کے ہاتھ بھی تھما دیا گیا تو کیا ہوگا؟ اگرچہ نجانے اب مزید حلیہ کیا بگاڑا جائے گا۔ اس وقت کا پاکستان فوجی جمہوری پاکستان ہے جس پر کھینچا تانی دھینگا مشتی جاری ہے کہ جمہوری فوجی ہوگا یا فوجی جمہوری یا صرف فوجی؟ اسلام تو مشرف کے ہاتھوں ہی کب کا دور کھڑا منہ تک رہا ہے۔ حکمرانوں نے تو قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا! یقین نہ آئے تو ذرا جس سوز و درد اور ذوق شوق سے وزیراعظم دیوالی میں شریک ہوئے ہیں وہ دیکھ لیجیے۔ اسلام تو صبغۃ اللہ۔۔۔ اللہ کا رنگ اختیار کرو، اس کے رنگ سے اچھا رنگ کس کا ہوگا؟ (البقرۃ:138) اور طریقِ زندگی اللہ کا عطا کردہ اختیار کرنے کو کہا۔ اسلام کے رنگ میں رنگ جانے کو۔ مگر کیا کیجیے کہ ہولی، دیوالی کے رنگ لال پیلے نیلے پسند آ گئے۔ بھلے مودی لال پیلے نیلے ہو ہو کر پاکستان اور بھارتی مسلمانوں کے درپے آزار ہی کیوں نہ ہوتے رہیں! اس وقت کا پاکستان فوج کی بغل میں دبکا جمہوری پاکستان، این جی اوز، سول سوسائٹی موم بتی بوکے مارکہ، جینز شدہ، کیٹ واک بل بورڈ یافتہ، ایان علی سافٹ امیج، قرآن' رسول ﷺ' صحابہؓ' اقبالؒ خارج از نصاب شدہ پاکستان ہے۔ اس میں موسیقی ساری رات ہنگام کر لے مضائقہ نہیں۔ مساجد کے لاؤڈ سپیکروں کے گلے گھونٹے گئے ہیں۔ مدارس، علمائے حق، باعمل نوجوان زیرِ عتاب ہیں۔ پردہ، داڑھی خونخوار نظروں کی زد میں ہے۔ دیوالی کی دھوم دھام ہے۔ بچوں کو بھی اس کے فرائض واجبات، تاریخ اور فضائل پڑھائے جا رہے ہیں۔ رنگ برنگے پاکستان میں بھجن گانے اور مندروں میں دعاؤں سے آشنا کیا گیا۔ (یہ رواداری نہیں، غلاموں کا اپنی شناخت سے انکار ہے!) دیوالی اسی طرح متعارف ہو رہی ہے جیسے مشرف نے ویلنٹائن ڈے (یوم فحاشی) پہلے پہل چٹایا تھا۔ اب وہ سفر بھرپور یوم فحاشی، ہیلووین اور ایسٹر منانے تک آ پہنچا ہے۔ نیا اضافہ اس سال دیوالی کے ساتھ سکھوں کا ''بندی چھورداس'' بھی شامل ہو گیا ہے۔ مزید اعلان یہ بھی ہوا ہے کہ بین المذاہب رواداری کے لیے وزارت مذہبی امور کے تحت 24 دسمبر کو آنے والا 12 ربیع الاول اور 25 دسمبر کا کرسمس ساتھ ساتھ منائے جانے کا اہتمام مجوزہ ہے! اب اس پاکستان کو مزید لبرل کہاں سے کریں گے؟ 78 چینلوں سے ناچتی گاتی نیم برہنہ حرافاؤں کا ورود نامسعود ہر گھر کے چوراہے میں تو پہلے ہی موجود ہے۔ لبرل ازم کو یقینی بنانے کے لیے پاکستان لوٹتے ہی پہلا قدم تو دہشت گردانہ (یعنی امت کا درد اور جہاد) نظریات کے حامل اقبالؒ کے یوم پیدائش کی چھٹی ختم کرنا تھا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر مزار کو جانے والے راستے پر ''مزار بند ہے'' کی

تختی، خاردار تاریں اور چاق و چوبند سپاہی والی تصویر بھی شائع کر دی تھی۔ ٹیلی ویژن پر بوتلی دانشور نے بجا طور پر تنقید کی۔ یہ دور بھلا کہاں ان خیالات کا متحمل ہو سکتا ہے۔ تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں۔ اب تو وہ نسل جوان ہوگئی ہے جو (پرویز مشرف کے دور سے) بوتلوں کے سائے میں پلی ہے۔ حسب توفیق بوتل پیپسی کی ہو جو نوجوانوں کو نت نئے رنگوں میں رنگنے کے پیغامات جاری کرتی ہے یا دانشور موصوف کی بوتل۔ اقبالؒ نے تو رضا کارانہ کہہ ہی دیا تھا۔ اور یہی ایک شعر پوری کلیات اقبالؒ میں سے ان حکومتوں کو آتا بھی تھا اور پسند بھی رہا۔

اقبالؒ کی نوا سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

سو ہم نے تیز آگ والے لالوں کو میزائیلوں سے بھسم کر کے قصہ تمام کیا۔ غزل سرا کو نصابوں سے نکال کر قوالوں کو تھما دیا تھا۔ کبھی اک سال میں ہم مجلسِ اقبال کرتے ہیں، پھر اس کے بعد جو کرتے ہیں وہ قوال کرتے ہیں۔ اب مزید لبرل ہو کر ہم نے مجالس اقبال کا بھی ٹھپنے کا سامان کیا اور کلامِ اقبال میں معنوی تحریف کے لیے بھی انتظامات کر لیے ہیں۔ اب اقبال مندی نہیں، اقبال بندی ہوگی! اقبال کا شاہین اڑ گیا، پھر مر گیا۔ دو شاعروں نے پے در پے اطلاع دی تھی۔ حضرت اقبال کا شاہین تو ہم سے اڑ گیا، اب کوئی اپنا مقامی جانور پیدا کرو۔ سو ہم نے قومی نشان کے طور پر گدھا اپنا لیا ہے۔ چین نے ہم سے سرمایہ کاری (گدھوں میں) کا وعدہ بھی کر لیا ہے۔ چینی سرمایہ کاروں نے افزائش گدھا ہائے پاکستان کے فارمز بنانے میں معاونت کی پیش کش کی ہے۔ پہلے 15 سال امریکہ کے لیے گدھوں اور گِدھوں (کرگسوں) کی افزائش پر ہم جوتے گئے۔ اب چینی سرمایہ کاروں کے لیے خدمات حاضر ہیں۔ اقتصادی راہداری میں اولین گدھا فارم ہوگا۔

دوسرے شاعر نے کہا تھا:

اسیر زلف و رخسار ولب جاناں ہوا مسلم
کوئی اقبال سے کہہ دے کہ شاہیں مر گیا تیرا

(خاردار تاروں سے گزر کر کوئی کہہ سکا تو کہہ دے گا) تاہم اب اسی لیے گدھا اختیار کر لیا ہے۔ جو مرے تو سوا لاکھ کا، کیونکہ اس کی کھال مہنگے داموں بکتی ہے۔ آج کا پاکستان صرف ڈالر، ریال، ین، یورو کی زبان جانتا ہے۔ لوگوں کو اب یوم قائداعظم کے لالے پڑ گئے ہیں۔ تسلی رکھیے وہ چھٹی کہیں نہیں جاتی۔ ضمناً منا لیا جائے گا کیونکہ آقاؤں کی کرسمس کا دن ہے۔ قائداعظم کا یوم وفات بھی 11 ستمبر ہے (9/11)۔ سو دونوں ہی بڑے دن ہیں۔ اقبال بھی دیوالی والے دن پیدا ہوتے تو یوں دیوالیہ نہ پٹتا!

اس وقت جاری ہاتھیوں کی لڑائی میں پسنے والوں کا حال بھی لائق توجہ ہے۔ امریکہ کا فرمائشی پروگرام ہم نے پورا کر دیا۔ ہماری فدویت پر اطمینان کامل حاصل ہونے پر ہی امریکہ ہمیں اسلحہ اور جہاز فراہم کر رہا ہے کہ یہ سب ہم نہ بھارت نہ امریکہ بلکہ اپنے ہی علاقوں میں استعمال کریں گے۔ تاہم کامیابی کی اس داستان کے پیچھے بلکتے متاثرینِ وزیرستان کا حال بھی پوچھ لیا جائے۔ مکمل میڈیا بلیک آؤٹ رہا۔ تاہم نیٹ پر مناظر بہت دل خوش کن نہیں۔ وزیرستان کے کوچہ و بازار، بستیاں، ہسپتال، مدارس، مساجد، سکول سب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے۔ ایک سندر فیکٹری (لاہور) زمین بوس ہونے کا سانحہ دیکھ لیں۔ 17500 ٹن ملبہ۔ سو قوم نے بمباریوں سے وزیرستان کا ملبہ بنانے پر تو اظہار اطمینان و تشفی کر دیا۔ اب باہم الزام تراشیوں اور کشاکش میں متاثرین کہاں کھڑے ہیں؟ ان کھنڈرات سے پاکستان سے نفرت کے عفریت جنم لیں گے۔ اور اگر وہ پاکستان پر حملہ آور ہوئے انتقامی جذبے سے تو پھر ہم معصوم بن کر سوال کریں گے کہ یہ دہشت گردی کیوں کرتے ہیں؟ حکومت کے ہر دو دعویداروں کے لیے لبرل پاکستان (دونوں ہی لبرل ہیں) کے مستقبل کے لیے یہ سوال نہایت اہم ہے کہ: تعمیر نو، زخموں کا اندمال کیسے ہوگا؟ گھروں، پیاروں کا چھن جانا، عزت داروں کا سڑکوں اور خیموں میں دربدر ہو جانا ایک گھمبیر تاریک سایہ ہے۔ لاپتگان کی ہزاروں کہانیاں دفن کر دینا ممکن نہیں۔ جبر اور ظلم کی کہانیاں عراق اور شام بنا دیا کرتی ہیں۔ اللہ نہ کرے!

وہ داستاں جو مصائب میں دفن ہے اب تک
زبانِ خلق پر جب آ گئی تو کیا ہو گا

اس کی فکر کیجیے۔ لبرل پاکستان بھی حقوق انسانی کے لیے جواب دہ رہے گا۔ جو اللہ کے ہاں کا حساب ہے، وہ تو آ کر ہی رہنا ہے۔ دنیا میں گناہ مل کر پارٹیوں، گروہوں، اداروں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ قبروں میں یکہ و تنہا اتر کر حساب کے گھاٹ اترنا ہوتا ہے۔ اس سے مفر کسی ایک کو بھی نہیں۔ نہ عوام کو، نہ سیاست دانوں کو، نہ جرنیلوں کو۔ جب لاد چلے گا بنجارہ!

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر پنجابی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، سرکاری محکمے میں ملازمت (گریڈ 17) کے لیے ملتان شہر یا مضافات سے پڑھی لکھی ہم پلہ بچی کا رشتہ درکار ہے۔ ترجیحاً ایم بی بی ایس ڈاکٹر یا سال آخری کی طالبہ ہو۔ برائے رابطہ: 0321-6822862

☆ سید فیملی کی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم ایس سی اکنامکس، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0333-8873004

☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ آرائیں فیملی کی بیٹی، عمر 27 سال، قد 5.8، تعلیم ایم فل ایجوکیشن (جاری) کے لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار دینی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-4063169

☆ لڑکی عمر 21 سال، تعلیم بی ایس سی، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری، سلائی میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے اور لڑکا عمر 27 سال، تعلیم ایم اے، دو سالہ قرآن فہمی کورس (کراچی)، برسرروزگار کو دینی مزاج رکھنے والی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0344-3629593

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم بہاولپور کے رفیق سکندر اعظم کے بہنوئی وفات پا گئے

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم بہاولپور کے رفیق سید محمد ہاشم کی چھوٹی بیٹی وفات پا گئی

☆ حلقہ حیدر آباد، دادو کے رفیق محمد مٹھل لغاری کے بھائی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

خطے میں طالبان اور اسلام کا مستقبل

07 نومبر 2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانِ گرامی ☆ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ: سابق چیف آف آرمی سٹاف

میزبان: وسیم احمد

سوال: طالبان افغانستان کے 80 فیصد علاقے پر کنٹرول حاصل کر چکے ہیں۔ کیا طالبان اور امریکہ کے درمیان 15 سالہ طویل لڑائی فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے؟

جواب: افغانستان کے حالات اب اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ اب وہاں بڑی تبدیلی آئے گی جو 1990ء میں سوویت یونین کو شکست دینے کے بعد آنے والی تھی۔ افغانستان سے روس کے انخلاء کے بعد وہاں سازشوں کے نتیجے میں خانہ جنگی ہوتی رہی جس کے سبب امن وامان قائم نہیں ہو سکا۔ پھر انہی کے اندر سے طالبان اٹھے اور انہوں نے تقریباً 90 فیصد افغانستان پر اپنی حکومت بنائی تھی‘ لیکن امریکہ نے نائن الیون کے بہانے افغانستان پر حملہ کیا۔ اس کے بعد طالبان اور اس وقت کے مجاہدین نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دونوں مل کر امریکی جارحیت کے خلاف جدوجہد کریں گے۔ یہ بڑی طویل جنگ تھی‘ جو تقریباً 15 سال جاری رہی۔ انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں اور آج وہ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کل افغانستان کے حکمران طالبان ہی ہوں گے۔ 1990ء میں روس نے اپنی شکست تسلیم کر لی تھی لیکن امریکہ نے ابھی اپنی شکست تسلیم نہیں کی۔ وہ وہاں سے نکل جانے کے باوجود بھی اپنی ایک چھوٹی سی عسکری قوت قائم رکھنا چاہتا ہے۔ طالبان نے ایک حکمت عملی کے تحت آہستہ آہستہ افغانستان کے دیہی علاقوں میں تقریباً 80 فیصد علاقے میں اپنا اثر ورسوخ قائم کر لیا ہے‘ جہاں انہی کا نظام چلتا ہے۔ اب سردیوں کے موسم میں وہ اپنے اس تسلط کو اور زیادہ بڑھائیں گے۔

سوال: سردیوں میں تو برف باری کی وجہ سے عام طور پر موومنٹ رک نہیں جاتی؟

جواب: بڑے معرکے نہیں ہوتے‘ گوریلا وار چلتی رہتی ہے۔ پچھلے چند سالوں کے دوران سردیوں میں بھی طالبان نے بڑی فتوحات حاصل کی ہیں۔ اندازہ ہے کہ اگلے چار پانچ مہینوں میں افغانی‘ امریکی اور نیٹو فوج کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے گا۔ پھر اگلے سال فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ ایک ایک کر کے تمام اہم مقامات پر طالبان حملہ کریں گے۔

سوال: یعنی اگلے سال افغانستان میں ایک بھرپور جنگ متوقع ہے؟

جواب: کچھ عرصہ پہلے طالبان نے کابل کے ریڈزون میں حملہ کر کے اپنے 300 قیدی چھڑائے تھے۔ اس سے یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ وہ کہیں بھی حملہ کر کے قبضہ کر سکتے ہیں۔ پھر قندوز پر حملہ کر کے 500 قیدیوں کو چھڑا لیا گیا۔

مرتب: محمد خلیق

جب دباؤ بڑھا تو طالبان پیچھے ہٹ گئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ شہروں پر قبضہ کر کے ایک بڑی جنگ کا سامان پیدا کریں‘ کیونکہ ایسا کرنا ان کے لیے نقصان دہ ہے۔ آنے والے وقتوں میں ان کی یہی حکمت عملی ہے۔ اگلے سال صورت حال بدل چکی ہو گی اور پورے علاقے پر طالبان کا تسلط ہو گا۔ پھر یہ کہ اب نئی قیادت کی نئی سوچ ہے۔ یہ ویسی غلطیاں نہیں کریں گے جو 1990ء میں کی گئیں۔ اب وہ آپس میں نہیں لڑیں گے۔ دوسرا یہ کہ اُس وقت کچھ لوگوں کو پھانسیاں دی گئیں‘ اب ایسا بالکل نہیں ہو گا۔ جہاں تک ممکن ہے‘ ہر ایک کو معافی دی جائے گی۔ قندوز میں انہوں نے اعلان کیا کہ کسی سے کوئی زیادتی نہیں ہو گی نہ قتل عام ہو گا۔ اس کے بڑے اچھے اثرات پیدا ہوں گے۔

سوال: ان خبروں میں کس حد تک صداقت ہے کہ طالبان اب تاجکستان کی سرحد پر واقع شیر خان ڈرائی پورٹ پر قبضے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ امریکی افواج کی سپلائی لائن بلاک کر سکیں؟

جواب: ان کی موجودہ حکمت عملی یہ ہے کہ افغان حکومت کے زیر انتظام بڑے بڑے شہروں کا محاصرہ کیا جائے‘ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ان مقامات کی سپلائی لائن کاٹ دی جائے۔ شیر خان ڈرائی پورٹ سے انہوں نے نیٹو کی سپلائی کے تقریباً 500 ٹرک پکڑے‘ جس سے انہیں اپنے لوگوں کو مسلح کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے کابل جانے والے راستے میں بھی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی‘ لیکن پھر پیچھے ہٹ گئے۔ ابھی وہ کھلم کھلا جنگ کرنے کے موڈ میں نہیں۔

سوال: آپ کے ایک کالم کے مطابق‘ روس کے خلاف افغانستان کی جنگ دراصل آئی ایس آئی اور سی آئی اے کی مشترکہ جنگ تھی۔ کیا افغان قوم اور دنیا بھر سے آئے جہادیوں کا اس جنگ میں کوئی کردار نہ تھا؟

جواب: میں نے کہا تھا کہ یہ جنگ امریکہ اور پاکستان نے محض اپنے انٹیلی جنس اداروں کے بل پر لڑی۔ ہماری فوج نے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ ہمارے کسی سویلین ادارے کا اس میں کوئی کردار نہیں تھا‘ سوائے افغان سیل کے۔ آئی ایس آئی اور سی آئی اے نے روسیوں کے خلاف جنگ کی حکمت عملی بنائی اور اس پر عمل پیرا رہے۔ اُس وقت سات مجاہدین لیڈر تھے اور جب 1990ء میں روسی پسپا ہوئے تو سی آئی اے کی رپورٹ یہ ہے کہ 70 ممالک سے تقریباً 60,000 جہادی اپنے ملکوں کو واپس گئے۔ چنانچہ یہ کہنا درست نہیں کہ سی آئی اے اور آئی ایس آئی نے یہ ساری جنگ لڑی۔ ان اداروں نے مدد ضرور کی‘ لیکن اصل کام دوسرے ملکوں سے آئے مجاہدین نے کیا۔

> طالبان نے بہت قربانیاں دی ہیں اور اب کہا جاسکتا ہے کہ افغانستان کے آئندہ حکمران طالبان ہی ہوں گے۔ اب وہ ویسی غلطیاں نہیں کریں گے جو 1990ء میں کی گئیں۔

سوال: پاکستان اور افغانستان میں داعش کی لگام کس کے ہاتھ میں ہے؟ وہ اس سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟

جواب: داعش کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ افغانستان میں تو داعش اور افغان جہادیوں کے درمیان نظریاتی اختلافات

ہیں۔ یہ محض دشمنوں کا پروپیگنڈا ہے کہ پاکستان میں داعش مضبوط ہو رہی ہے۔ کچھ لوگ ابوبکر بغدادی کی بیعت کرنے کو تیار ہیں لیکن as such کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سوال: سیاسی اور عسکری اعتبار سے کیا طالبان اب نوے کی دہائی سے زیادہ میچور سوچ کی مالک بن چکے ہیں؟

جواب: جی! میں ان کی موجودہ قیادت میں بہت بڑی تبدیلی دیکھتا ہوں۔ اپنے ایک حالیہ مضمون میں مَیں نے ملاّ جلال الدین حقانی کے بیان کا حوالہ دیا تھا کہ 2003ء میں افغانستان پر امریکی قبضے کے بعد انہوں نے اپنی حکمت عملی بتائی کہ کس طرح یہ جنگ لڑیں گے اور کیسے ماضی کی غلطیوں سے بچتے ہوئے اپنے لوگوں کو متحد رکھ کر جدوجہد کریں گے۔ بالکل ایک ماڈل کے طور پر انہوں نے جنگ کی ہے۔ آج اس امر کے باوجود کہ ملاّ منصور کے خلاف کچھ اور لوگ بھی کھڑے ہو گئے ہیں‘ ایسے لوگ جو پیسے ملنے پر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ میں بھی لیڈر ہوں‘ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت طالبان کی قیادت ملاّ منصور کے تحت متحد ہے۔ یہ صورت حال اُس وقت نہیں تھی جب وہ سوویت یونین کے خلاف لڑے۔ ان 35 سالوں میں جو نئے طالبان آئے ہیں وہ اسی جنگ کے سائے میں پلے بڑھے ہیں۔ انہوں نے زندگی میں اور کچھ نہیں دیکھا سوائے جنگ کی بربادی اور تباہی کے۔ یہ بڑے سخت گیر ہیں اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ ان سے لڑنے کی جرأت کسی میں نہیں ہے۔ ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہرتا۔ چنانچہ بڑی طاقتوں کے ساتھ لڑائی کے 35 سالہ تجربے نے ان کو ایک مضبوط قوت بنا دیا ہے۔ ان کو پوری طرح احساس ہے کہ ان کو کس طرح دھوکا دیا گیا۔ وہ برملا کہتے ہیں کہ امریکہ اور پاکستان نے ہمیں دھوکا دیا۔

> طالبان کی نئی قیادت کا مؤقف بڑا واضح اور سوچ نہایت درست ہے۔ ان میں تدبر کی گہرائی ہے۔ وہ دوست اور دشمن کی پہچان رکھتے ہیں۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ لڑائی کے 35 سالہ تجربے نے ان کو ایک مضبوط قوت بنا دیا ہے۔

سوال: پاکستان کے لیے ان میں شکرگزاری کے جذبات نہیں پائے جاتے؟

جواب: نہیں! وہ صحیح کہتے ہیں کہ جب جنیوا میں انتقال اقتدار کی بات ہو رہی تھی تو پاکستان نے وہی مؤقف اختیار کیا جو امریکہ کا تھا کہ ان کو چھوڑ دو‘ یہ آپس میں معاملہ طے کر لیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انتقال اقتدار نہیں ہو سکا۔ آٹھ سال خانہ جنگی ہوتی رہی۔ یہ ان کی بہت بڑی کمزوری تھی۔ پھر اور بھی بہت سی غلطیاں ہوئیں۔ اب نئی قیادت کا مؤقف بڑا واضح اور سوچ بڑی درست ہے۔ ان میں دوست اور دشمن کی پہچان ہے۔ اس کے باوجود کہ 2001ء میں پاکستان امریکہ کے ساتھ مل کر افغانستان پر حملہ آور ہوا‘ انہوں نے کبھی پاکستان کو دشمن نہیں کہا۔ اس سے ان کے تدبر اور ان کی سوچ کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر پاکستان کو دشمن بنائیں گے تو آئندہ ان کے لیے مشکلات ہوں گی۔

سوال: کیا افغانستان میں طالبان اور اسلام کا احیاء ہونے جا رہا ہے؟

جواب: مجاہدین جب سوویت یونین کے خلاف لڑ رہے تھے تو ان کا مؤقف شروع سے یہی تھا کہ یہاں ایک اسلامی حکومت قائم ہو گی۔ امریکہ یہ نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ سازشیں شروع ہو گئیں اور وہ کامیاب ہو گیا۔ اب طالبان کا یہی اعلان ہے کہ افغانستان میں آئندہ شرعی قوانین کے تحت قوانین پر عمل ہو گا۔ اس میں رخنہ ڈالنا یا ان کے مابین کوئی تفریق پیدا کرنا اب ممکن نہیں ہے۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ قندوز پر حملہ امریکہ نے خود کرایا ہے تا کہ اس کو افغانستان میں مزید قیام کا جواز مل سکے؟

جواب: جواز تو ان کے پاس موجود ہے۔ انہوں نے افغانستان کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا ہے کہ قابض فوجیں اس وقت تک افغانستان میں رہیں گی جب تک وہاں ان کی مرضی کے مطابق حکومت مضبوط نہ ہو جائے۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ وہ خود کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔

سوال: وہ انتظامیہ کا حصہ رہیں گے‘ فیلڈ میں تو جائیں گے ہی نہیں۔ لڑے گی افغان قوم اور مسلمان‘ مسلمان کا خون بہائے گا؟

جواب: روس نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی شکست مان لی تھی اور چلا گیا تھا۔ امریکہ کو پانچ سال پہلے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ شکست کھا چکا ہے لیکن وہ مختلف سازشوں کے ذریعے کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح یہاں طالبان کی حکومت نہ بنے۔ اب اس کے بہانے اور مفروضے کام نہیں آئیں گے اور حالات بدلیں گے۔ طالبان بہت سوچ سمجھ کر اقدامات کر رہے ہیں۔ آئندہ کی حکمت عملی بڑی واضح ہے۔ طالبان کا کہنا ہے کہ پہلے ہم نے شمالی اتحاد کے ساتھ معاملات طے نہیں کیے تھے‘ اب وہ غلطی نہیں ہو گی۔ اب ہم سب لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ایک وسیع البنیاد حکومت بنائیں گے۔ ایک اتحادی حکومت تشکیل دیں گے جس میں ہر ایک کو اس کا حق ملے گا۔ امریکہ نے شمالی اتحاد کو لڑنے کے لیے بہت ہتھیار دیے ہیں لیکن اب وہ نہیں لڑیں گے۔ خواہ پختون ہوں یا غیر پختون‘ ان کے اندر افغانی قومیت بڑی واضح ہے۔ پچھلے 35 سالوں میں اتنی افراتفری رہی ہے لیکن کسی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہاں کے تاجک جا کر تاجکستان سے مل جائیں‘ یا پھر ازبک یہاں سے ازبکستان چلے جائیں۔ سب ایک قوم ہو کر رہنا چاہتے ہیں۔ یہ سوچ آنے والی طالبان حکومت کے لیے ایک بہت بڑی قوت ہے۔

سوال: کیا ملاّ عمر کے بعد پاکستان‘ چین یا کوئی اور ملک طالبان قیادت کو دوبارہ مذاکرات کی میز پر لا سکے گا؟

جواب: طالبان سے پاکستان کے تعلقات بہت مضبوط ہیں۔ انہوں نے‘ خصوصاً ملاّ منصور نے‘ احتراماً بات مان لی اور مری میں مذاکرات ہوئے‘ لیکن افغانستان میں فوری ری ایکشن ہوا۔ یہ ردّعمل انہی نوجوانوں کی طرف سے آیا جو آج طالبان قیادت کا hardcore ہیں۔ انہوں نے ملاّ منصور کو کہا کہ آپ کو کس نے مذاکرات کا اختیار دیا ہے جبکہ ملاّ عمر کا یہ اعلان تھا کہ اُس وقت تک کوئی مذاکرات نہیں ہوں گے جب تک قابض فوجوں کا ایک ایک بندہ ہماری سرزمین سے نکل نہیں جاتا۔ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی حکومت ختم کی جائے‘ ہم یہاں اسلامی نظام قائم کریں گے۔ اس پر ملاّ منصور نے فوراً

> بھارت اگر یہ سمجھتا ہے کہ افغانستان میں رہ کر وہ پاکستان کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ اس خطے میں بھارت کو بالادست بنانے کا امریکی خواب چکنا چور ہو چکا ہے۔

یہ اعلان کیا کہ اب وہ کسی مذاکرات میں شامل نہیں ہوں گے جب تک کہ یہ دو شرطیں پوری نہیں ہوتیں۔

سوال: خطے میں امریکہ اور بھارت کی بڑھتی ہوئی strategic پارٹنرشپ کیا پاکستان کے لیے سودمند ہے؟

جواب: ایک تو اس سے مودی کی ذہنیت کا پتا چلتا ہے۔ وہ مسلم دشمن ہے' اور اس کی پالیسی بھی اس سوچ کے مطابق ہے۔ ہندتوا یا ہندوازم کی بالادستی اس کا عین مقصد ہے' حالانکہ یہ پالیسی خود بھارت کے لیے نقصان دہ ہے۔ بھارت کی پانچ ہزار سال کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ جب بھی یہاں اس قسم کی سوچ پیدا ہوئی' بھارت اندر سے ٹوٹا ہے۔ اب ردّعمل شروع ہو گیا ہے۔ مودی بہار میں الیکشن ہار گیا ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ ایسی تنگ نظر ہندو ذہنیت اگر یہاں غالب آ گئی تو اندر سے ایسے اختلافات پیدا ہوں گے کہ بھارت کا ایک متحدہ ملک کے طور پر برقرار رہنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ وہاں کے اہل فکر و دانش یہ جانتے ہیں کہ سیکولرازم ہی بھارت کو ایک نقطے پر قائم رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا بہت جلد تبدیلی آئے گی۔

امریکہ اور بھارت کے درمیان strategic پارٹنرشپ 2005ء میں ہوئی' جب امریکہ نے یہ اعلان کیا کہ وہ افغانستان سے بنگلہ دیش تک تمام ممالک کو بھارت کا تابع کرنا چاہتا ہے۔ لیکن امریکہ اپنے اس مقصد میں ناکام ہوا' کیونکہ اسے افغانستان میں اپنی شکست نظر آ گئی اور 2010ء میں وہ اپنی strategic پاور کو اٹھا کر ایشیا پیسفک کے علاقے میں لے گیا۔ بھارت کا بھی بوریا بستر گول ہو چکا ہے۔ بھارت اگر یہ سمجھتا ہے کہ افغانستان میں رہ کر وہ پاکستان کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ پاکستان اور افغانستان کل ایک ہوں گے۔ ہمارے خلاف بھارت اور امریکہ کی سازشیں ناکام ہوں گی۔ بدلے ہوئے حالات کے تحت اس خطے میں روس اور چین جس طرح سے آگے آ رہے ہیں' وہ ایک بڑی تبدیلی کی نشانی ہے۔ یہاں ایک نئی سوچ پیدا ہو رہی ہے۔

سوال: شام میں روس کی بڑھتی ہوئی مداخلت کے بعد کیا وہاں علاقائی عالمی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے؟ شام میں جاری تنازعے کا حل کیا ہے؟

جواب: یہ بڑی دلچسپ صورت حال ہے۔ روس کی یہ بڑی دانش مندی ہے کہ وہ شام میں گیا ہے۔ آج وہ شام میں گیا ہے تو کل عراق میں بھی جائے گا۔ دراصل امریکہ کی پالیسیوں کی وجہ سے شام اور عراق اندر سے ٹوٹ رہے ہیں جبکہ روس نہیں چاہتا کہ یہ ٹوٹیں۔ اگر یہ ٹوٹیں گے تو لیبیا اور یمن کی طرح ایک بڑی افراتفری پیدا ہوگی' جس کے نتیجے میں پورا مشرقِ وسطیٰ بکھر جائے گا۔

سوال: کیا روس کی مداخلت وہاں پر استحکام لائے گی؟

جواب: روس بشارالاسد کو اس طرح مضبوط کرنا چاہتا ہے کہ جس سے علاقے میں شام کا ایک ریاست کے طور پر وجود قائم رہے۔ اس طرح وہ عراق بھی جائے گا۔ پھر وہ دونوں سے کہے گا کہ اب تم دونوں مل کر داعش کے خلاف حرکت میں آؤ۔ اس میں باقی دنیا بھی ان کا ساتھ دے گی' کیونکہ داعش سے سب کو خطرہ ہے۔ روس کی یہ پالیسی بڑی دُوررس اثرات کی حامل ہے۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عالمی جنگ کی طرف جا رہا ہے' حالانکہ اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ وہ افغانستان کی طرح یہاں پھنسنا بھی نہیں چاہتا۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بکھرتے ہوئے ممالک یعنی شام اور عراق کو اپنے پیروں پر کھڑا کر دے اور پھر یہ پڑوسی ممالک اپنی طاقت استعمال کر کے داعش کو ختم کریں۔ دنیائے اسلام کے لیے یہ ایک مثبت سوچ ہے اور آنے والے وقتوں میں ایک واضح تبدیلی نظر آئے گی۔

> اگر صرف جمہوریت کی بات کی جائے اور قرآن وسنت کو الگ رکھ دیں تو پھر پاکستان کو آئینی طور پر ایک اسلامی مملکت کہنے کا حق باقی نہیں رہتا!

سوال: وزیراعظم نواز شریف نے پاکستان میں لبرل ازم کی بات کی۔ یہاں لبرل ازم کا قیام کیا معنی رکھتا ہے؟

جواب: مجھے تعجب ہے کہ ہمارے وزیراعظم نے یہ بات کہی۔ لبرل ازم سے نہ صرف نظریۂ پاکستان کی نفی ہوتی ہے بلکہ یہ ہمارے آئین کے بھی خلاف ہے۔ آئینِ پاکستان یہ کہتا ہے کہ یہاں نظامِ حکومت جمہوری ہوگا جس کی بنیادیں قرآن وسنت کے اصولوں پر قائم ہوں گی۔ اگر ہم صرف جمہوریت کی بات کریں اور قرآن وسنت کو الگ رکھ دیں تو پھر پاکستان کو ایک اسلامی مملکت کہنے کا حق باقی نہیں رہے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ وزیراعظم اپنے بیان کو درست کریں۔

سوال: جمہوریت ہو یا آمریت' پچھلے 68 برسوں میں قومی تعمیر وترقی کے معاملات میں بہتری نہیں آئی۔ پاکستان کا مستقبل کیا ہے؟ ایسا کون سا نظام ہو کہ ہم اپنی نظریاتی اساس کی جانب لوٹ سکیں؟

جواب: سب سے اہم یہ ہے پاکستان کے اردگرد جو واقعات رونما ہو رہے ہیں' ان کا ہمارے ملک پر کیا اثر ہوتا ہے۔ روس' چین اور ایران کی اس خطے میں اہمیت' امریکہ کا یہاں سے پسپا ہو کر ایشیا پیسفک چلے جانا' پاکستان کی چین کے ساتھ نئی حکمت عملی' بھارت کی بالادستی کا خواب چکنا چور ہونا' یہ ایسی تبدیلیاں ہیں جن کے سبب ہمارے ملک کے اندر سیاسی افراتفری کنٹرول میں آ جائے گی۔ ہم بے صبر لوگ ہیں۔ تھوڑے دن جمہوریت کا تجربہ کرتے ہیں' پھر گھبرا کر اسے توڑ کر الگ کر دیتے ہیں اور فوجیوں کو لا بٹھاتے ہیں۔ یوں معاملہ وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے۔ اب فوج جمہوریت کے استحکام کے لیے جو کردار ادا کر رہی ہے' اسی سوچ اور روایت کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔

لبرل ازم کے حوالے سے یہ امر بھی قابل تشویش ہے کہ آج ہمارے سکولوں میں دین نہیں پڑھایا جا رہا بلکہ صرف پاکستانیت پڑھائی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ سے بھی لبرل ازم کو شہ ملی۔ بچوں کو دینی تعلیم دینے کی طرف دھیان نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بچوں کو آزاد چھوڑ دو تاکہ وہ خود فیصلہ کر سکیں جبکہ ہمارا دین یہ کہتا ہے کہ جب بچہ سمجھنے لگے تو اسے بتاؤ کہ تمہارے نظریات کیا ہیں' زندگی میں اسلام کا کیا مقام ہے۔ آج ہم نے اپنی پہچان چھوڑ دی ہے۔ نظام اسلام کو نافذ کرنا تو ایک بہت بڑی بات ہے' کم از کم بچوں کو بنیادی چیزیں تو بتائی جائیں تاکہ انہیں پتا چلے کہ وہ ہیں کون! جب ہمیں اپنی پہچان ہی نہ رہی تو ہماری بنیادیں کمزور ہو گئیں۔ ہمارے ملک میں سب سے بڑا ٹکراؤ لبرل قوتوں اور اسلام نافذ کرنے کی جدوجہد کرنے والوں کے درمیان ہے۔ یہ تصادم تشویش ناک ہے!

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

توبہ کیجیے، ابھی وقت ہے!

شفیق الدین الصلاح

"تنبیہ الغافلین" میں اللہ کی رحمت کی وسعت کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ پہلے زمانے میں ایک گناہ گار شخص ہوا کرتا تھا۔ ایک دن اپنے گناہوں کے بارے میں سوچ رہا تھا اور جب اپنی نافرمانیوں پر نادم ہوا تو صرف تین مرتبہ یہ کہا: "اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَکَ" اس کے بعد اس کو موت آئی اور صرف اتنی ہی ندامت پر اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حجاج بن یوسف کے اس آخری کلمہ کی وجہ سے جو اس نے موت کے قریب زندگی کی آخری گھڑیوں میں کہہ دیا تھا کہ: "اے اللہ! تیرے بندے اور بندیاں میرے بارے میں کہتے ہیں کہ تو مجھے معاف نہیں کرے گا، مگر مجھے تجھ سے اُمید ہے، مجھے معاف فرمادے" اس کی موت پر رشک فرماتے۔ حضرت حسن بصریؒ کو جب اس کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ شاید اللہ نے اس پُر اُمیدی پر اس کی مغفرت کردی ہو کہ "رحمت حق، بہانہ می جوید" یعنی اللہ کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ صدیوں بت کے سامنے کھڑے ہو کر "یاصنم" کے ورد کرنے والے کے ایک مرتبہ بلاقصد "یاصمد" کہنے پر "لبیک یاعبدی" کی صدا آتی ہے۔ وہ تو کہتا ہے کہ جب بندہ میرے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ذراع (گز) قریب آتا ہوں، جب میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

جب وہ اتنا مہربان اور کریم ہے تو اس کی بارگاہ سے نااُمیدی کیوں؟ اس کے پاس تو اگر آسمان وزمین کے درمیان خلا کے برابر گناہوں کے انبار لے جاؤ اور پھر ایک دفعہ کہہ دو کہ مجھے معاف فرمادے تو وہ اللہ تمہارے سب گناہ معاف فرمادیں گے اور اسے کوئی پروا نہ ہوگی۔ بندگی کا حق وہی ادا کرتا ہے جو اپنے گناہوں کو اللہ کے دربار میں پیش کرتا ہو۔ شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں:

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتو اند کہ بجا آورد
(گلستان)

یعنی بندہ وہی ہے جو اپنی کوتاہی کا عذر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لائے کہ یہ عمل تو اللہ کو بہت ہی پسند ہے، یہی وجہ ہے کہ رات کے آخری پہر میں اللہ کی طرف سے آواز لگتی ہے کہ ہے کوئی گناہ گار جو مجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرے اور میں معاف کردوں۔

توبہ و استغفار کو اپنے ذمہ لازم کیجیے اور بارگاہ خداوندی کے ساتھ چمٹے رہیے۔ انسان تو خطا کا پُتلا ہے۔ آدمی جب اپنی حالت میں غور کرے تو کوئی نہ کوئی بات گناہ کی اپنی ذات سے صادر ہوتے پائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ توبہ کو اپنا شیوہ بنالیں اور توبہ کرتے رہا کریں۔ اگر توبہ ٹوٹ جائے تو پھر کریں، نااُمید نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی قبول فرمائیں گے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا، جس نے گناہ پر فوراً استغفار کیا، اگرچہ وہ گناہ دن میں ستر مرتبہ ہی کیوں نہ ہو۔"

تبلیغی جماعت کے امیر حاجی عبدالوہاب مدظلہ ہر بیان میں استغفار کو لازم پکڑنے پر بہت زور دیتے ہیں اور بڑے وثوق کے ساتھ فرماتے ہیں کہ استغفار کی وجہ سے اللہ ہر ضیق سے، ہر پریشانی سے نجات کے راستے نکال دیں گے اور غیر موہوم جگہ سے رزق کا بندوبست فرمادیں گے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ کم از کم دن میں 200 مرتبہ استغفار کرنا کثرت میں داخل ہے اور مولانا یوسف کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ ہر نیک کام کے بعد استغفار کرنا گناہوں سے بچنے کا ایک عظیم نسخہ ہے۔ (ملفوظات واحتسابات)

توبہ و استغفار کے بے شمار فوائد وفضائل قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

گناہ معاف ہوجاتے ہیں، قحط سالی سے حفاظت ہوتی ہے، مال و جائیداد میں برکت آتی ہے، اولاد میں کثرت ہوتی ہے، دنیاوی نعمتوں میں فراخی آتی ہے، عذاب الٰہی سے رکاوٹ ہوجاتی ہے، ہر پریشانی سے نجات ملتی ہے، ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ مل جاتا ہے، غیر موہوم جگہ سے رزق ملنا شروع ہوجاتا ہے۔ حافظہ کی تیزی کا سبب ہے۔ اللہ کی خوشنودی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس کی بدولت آدمی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوجاتا ہے، دل منور ہوجاتا ہے وغیرہ۔

توبہ واستغفار ہے تو مختصر عمل لیکن بے شمار فضائل و برکات پر حاوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو استغفار کریں۔" (سنن ابن ماجہ) آخری عمر میں اللہ کی طرف سے بھی حضور ﷺ کو استغفار کا حکم کیا گیا۔ (سورہ النصر: 3)

جب اس عمل کی اتنی اہمیت و وقعت ہے تو عہد کرتے ہیں کہ توبہ واستغفار کو اہتمام کے ساتھ کرتے رہیں گے۔ ہمارے شب وروز کا آغاز اور اختتام توبہ واستغفار پر ہونا چاہیے تاکہ گزرے ہوئے دن کی معافی اور اگلے روز نیک اعمال پر استقامت نصیب ہوجائے۔

طریقہ وشرائط استغفار وتوبہ

امام نوویؒ ریاض الصالحین میں رقم طراز ہیں کہ: "علماء نے فرمایا کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، پس اگر گناہ اللہ اور بندے کے درمیان میں ہو اور اس کے ساتھ کسی بندے کا حق معلق نہ ہو تو ایسے گناہ سے توبہ کرنے کی تین شرطیں ہیں:

1۔ فی الفور اس گناہ کو ترک کردیں۔

2۔ اپنے کیے پر ندامت کے آنسو بہائے۔

3۔ پکا عزم کرے کہ دوبارہ کبھی بھی اس گناہ کی طرف قدم نہیں اُٹھاؤں گا۔ (اور ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ حقوق اللہ میں سے جس کی قضا ہوسکتی ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ تو اس کی قضا بھی کرے اور علماء سے اس کے بارے میں دریافت کرے)۔ اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو اس سے توبہ کرنے کی چار شرطیں ہیں: تین اوپر والی اور ایک یہ کہ حق والے کے حق سے اپنے ذمہ کو فارغ کردے۔ پس اگر مال یا اس جیسی کوئی چیز ہو تو اس کو واپس کردے اور اگر حد قذف یا کوئی اور حق ہو، تو اس کو اس کے لینے اور حصول کرنے پر قدرت دے اور اگر حق غیبت وغیرہ ہو تو جا کر اس سے معافی مانگے وغیرہ۔ اگر ان شرائط میں کوئی ایک بھی مفقود ہوگی تو توبہ قبول نہ ہوگی۔ (باب التوبہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور پوری اُمت کو توابین میں سے بنادیں۔ آمین!

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

☆☆☆

سیکولرازم اور سود

احمد سعید راشد
Ahmadsaeedrashid@yahoo.com

سیکولرازم اپنی ہیئت کے اعتبار سے دنیا کے قدیم ترین فتنوں میں سے ہے۔ بدلتی دنیا کے ساتھ اس نے مختلف روپ دھارے۔ اجتماعی نظام زندگی سے مذہب کی علیحدگی کے اس تصور کی اصل بنیاد مادہ پرستی ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق Secular کے معنی Worldly (دنیوی) اور Non- spiritual (غیر روحانی) ہیں۔ اسی میں سیکولرازم کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"The beliefthe religion must not be involved in the organization of Society, Education etc"

''یہ یقین رکھنا کہ مذہب معاشرتی و تعلیمی نظام وغیرہ سے الگ ہونا چاہیے۔''

انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا کے مطابق سیکولرازم سے مراد ریاستی سیاست یا نظم ونسق کی مذہب یا کلیسا سے علیحدگی ہے۔

مذہب چونکہ روحانی اقدار پر زیادہ زور دیتا ہے بلکہ مادی اقدار کو روحانی اقدار کے تابع کرتا ہے، اس لیے مادہ پرستانہ فکر میں مذہب کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ گزشتہ اقوام عالم کے حالات پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں سیکولر افکار کا مرض موجود تھا۔ قرآن مجید قوم عاد کے قول کو بیان کرتا ہے:

﴿اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ﴾ (المومنون:37)

''ہمارے لیے تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے۔ ہمیں اسی میں مرنا جینا ہے اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔''

مکہ کے منکرینِ آخرت نے اس بات کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کیا:

﴿وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ﴾ (الجاثیہ:24)

''اور ہمیں صرف گردشِ ایام سے ہی موت آتی ہے۔''

ان آیات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان اقوام میں دنیوی مادہ پرستی، انکارِ آخرت اور انکارِ خداوندی کے تصورات غالب تھے۔ ان سے اصل مقصود دنیا پرستی کے ذریعہ سے من چاہی زندگی گزارنا اور اپنا نظام زندگی خود وضع کرنا ہے تاکہ آخرت سے بے نیاز ہو کر زیادہ سے زیادہ دنیوی مفادات کا حصول ممکن ہو سکے۔ اس طرح دنیوی مفادات کے حصول کے لیے اخلاقیات و تعلیم کا مذہب سے تعلق ختم کر کے بے راہ روی کا راستہ کھول دیا گیا۔ سیکولرازم کی باقاعدہ اصطلاح سب سے پہلے جارج جیکب ہولی اوک نامی آزاد خیال عیسائی مفکر نے انیسویں صدی کے وسط میں متعارف کرائی۔ وہ اپنی کتاب "English Secularism" کے صفحہ 35 پر لکھتا ہے:

"Secularism is a code of duty pertaining to this life, founded on the considerations purely human and intended for those who find theology indefinite or inadequate,unreliable or unbelievable"

''سیکولرازم اس ضابطہ کا نام ہے جو دنیوی فرائض سے متعلق ہے جس کی غرض خالص طور پر انسانی ہے۔ یہ مرکزی طور پر ان افراد کے لیے ہے جو الٰہیات کو ناکافی، ناقابلِ اعتبار یا ناقابلِ یقین سمجھتے ہیں۔''

اس اصطلاح کے بانی کی اس تعریف سے یہ بالکل واضح ہے کہ سیکولرازم کسی بھی طرح اللہ کی ذات کی انکاری، مذہب اور روح کے تصور کا قائل نہیں۔

سیکولرازم کے بنیادی اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے:

1.The improvement of this life by material means
2.The science is the available providence of the man
3.It is good to do good whether there be other good or not.The good of present life is good and it is good to seek the good"

1۔ مادی ذرائع سے دنیوی زندگی کی ترقی کرنا۔
2۔ سائنس ہی انسان کے لیے اصل عنایت ہے۔
3۔ اچھائی کرنا اچھا ہے چاہے کوئی اور اچھائی موجود ہو یا نہ ہو۔ اس دنیا کی اچھائی ہی اصل اچھائی ہے۔ اور اچھائی تلاش کرنا اچھا ہے۔

سیکولرازم کے اس فلسفے میں نہ صرف دنیا پرستی بلکہ دہریت بھی جھلکتی نظر آتی ہے۔ اس نے دنیا میں مختلف شکلیں اختیار کیں۔ کہیں ریاست اور مذہب کا ٹکراؤ، کہیں مذہب پر عقل کی برتری، کہیں روح کے مقابلے میں مادے کی فوقیت، کہیں نظام اجتماعی کی مذہب سے علیحدگی اور کہیں انکار و تشکیک رسالت، آخرت وذات خداوندی۔

اجتماعی نظام کا ایک گوشہ معیشت بھی ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو سود جو کہ انسانی نظام معیشت سے متعلق ایک ناسور ہے، ہر لحاظ سے سیکولر فکر پر پورا اترتا ہے۔ تمام آسمانی مذاہب میں سے کسی میں بھی اس کی اجازت نہیں دی گئی، اس لیے یہ اللہ کا دیا ہوا نظام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ خالصتاً نفسانی و مادی خواہشات پر مبنی نظام ہے جو معاشی استحصال کے ذریعے امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بناتا ہے۔ ایک سود خور شخص دنیوی مفاد کے حصول میں اخلاقیات و روحانیت کو پس پشت ڈال کر غیر انسانی افعال کی آخری حدود کو بھی پار کر جاتا ہے۔ اس کے ہاں روحانی اقدار کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ قرآن و حدیث میں سود کے بارے سخت ترین الفاظ اس غیر روحانی و غیر اخلاقی فعل کی خباثت کی وضاحت کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں سود کو نہ چھوڑنے کی مذمت میں اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ اور حدیث میں سود کے سب سے ہلکے درجے کا گناہ ماں سے زنا کرنے کے برابر بتایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک سود خور صحیح معنوں میں اللہ کی ذات پر ایمان رکھ ہی نہیں

سکتا۔ اس لیے کہ وہ دنیا کے مادی اسباب ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور اللہ کے رازق ہونے پر یقین نہیں رکھتا۔ دنیوی زندگی کی بھلائی کو اصل بھلائی کے طور پر تسلیم کرنے والا کبھی سود نہیں چھوڑے گا۔ جب فردِ واحد کی حالت یہ ہو تو سود خور قوم کی اجتماعی حالتِ زار کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل کام نہیں۔ جب کوئی قوم خدائی فیصلے کو چھوڑ کر اپنی من مانی پر اتر آئے اور وحی کے لائے ہوئے نظامِ زندگی کو اپنانے سے انکار کر دے تو اس کا حال سوائے تباہی و بربادی کے کیا ہو سکتا ہے۔ قومِ مدین نے بھی اپنے مالی نظام کو اپنی من مانی کے مطابق تشکیل دیا تھا۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ناپ تول میں کمی سے روکا تو انہوں نے جواب دیا:

﴿یٰشُعَیۡبُ اَصَلٰوتُکَ تَاۡمُرُکَ اَنۡ نَّتۡرُکَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا﴾

(ہود:87)

”اے شعیبؑ، کیا تمہاری نماز تمہیں ہم سے اپنے آباء واجداد کے معبودوں کی عبادت یا اپنے اموال میں اپنی من مانی چھڑوانے کا حکم دیتی ہے؟“

ان کی یہ بات اس فکر کو واضح کرتی ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے مالی نظام میں خدا کی حاکمیت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے بلکہ نماز کو اپنے اجتماعی نظام کے راستے میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ یہی فکر آج ہمارے ہاں بھی رائج ہے کہ نماز و دیگر عبادات کا اجتماعی و عملی زندگی سے تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ ملک پاکستان کا عظیم المیہ یہ ہے کہ سیکولر دانشوروں کی ایک لابی مستقل طور پر اسے سیکولر ریاست بنانے پر تلی ہوئی ہے اور اس وطن کے نظام اجتماعی میں اسلام کے نام کو بھی برداشت نہیں کرنا چاہتی۔ اس سلسلہ میں ہر اوچھا ہتھکنڈا استعمال کیا جا رہا ہے۔ کبھی دین کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کبھی ایسے عملی اقدامات کیے جاتے ہیں جن سے نفاذِ اسلام کا راستہ روکا جا سکے۔ یہ حضرات یا تو اس بات کا علم نہیں رکھتے کہ سیکولرازم کا اصل مطلب و مدعا کیا ہے، یا پھر مغربی نظامِ زندگی کی ظاہری چکا چوند کی اندھی تقلید کرنا اور کروانا چاہتے ہیں۔ ان کے ہاں ریاست پر مذہب کے اثرات کا نہ ہونا ایک معمولی بات ہے حالانکہ ایک مسلمان معاشرہ اس کے سنگین نتائج بھگتنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ عرصہ دراز سے یہی حضرات بینک کے سود کے بارے یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ اس پر قرآن کے لفظ ربا کا اطلاق نہیں ہوتا۔ انہیں نہ تو قرآن کا نظامِ زکوٰۃ و صدقات نظر آتا ہے اور نہ ہی علماء کے فتاویٰ۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے وجود کے تو سرے سے قائل ہی نہیں۔ اصل مقصد کیا ہے؟ صرف ڈھٹائی کے ساتھ سود کی حمایت اور ایک سیکولر پاکستان کا خواب۔ اسلام نے زکوٰۃ یعنی پاکیزگی کا نظامِ معیشت نہ صرف متعارف کرایا بلکہ اسلامی ریاست پر یہ ذمہ داری بھی عائد کی کہ اس کا نفاذ بھی کرے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ﴾ (الحج:44)

”جن لوگوں کو ہم زمین میں اقتدار دیں، ان کا فرض ہے کہ وہ اقامتِ صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کریں۔“

یہی وجہ تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے بارے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ لوگ اونٹ کو باندھنے والی رسی بھی بطور زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو آج میں ان سے وہ بھی وصول کروں گا۔ وہ اس نظام کی طہارت و پاکیزگی اور اسلامی ریاست اور خلیفہ کے فرائض سے آشنا تھے۔ اے کاش کہ یہ جذبہ ہمارے دل میں پیدا ہو جائے کہ اللہ کے فرمان کو حرفِ آخر مان کر بلا تاویل و حجت اپنے سروں کو اس کے آگے تسلیم و رضا میں جھکا دیں۔ اسی میں ہی ہماری دنیوی و اخروی کامیابی ہے۔ ☆☆☆

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حِکم قرآنی کا ترجمان
سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور

تازہ شمارہ
اکتوبر تا دسمبر 2015ء

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ـــ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

انجمن خدام القرآن ـــ ایک تحریک ـــ حافظ عاکف سعید
مِلاکُ التأویل (۳) ـــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
بیٹے کی وفات پر صبر اور اس کا اجر ـــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
وجودِ باری تعالیٰ: نظریہ ہائے علم الکلام کی روشنی میں ـــ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
دینی مدارس پر دہشت گردی کی تعلیم کا الزام ـــ ادارہ
ارسطو کی اصطلاحات: علم البیان، سماجی اخلاقیات اور منطق ـــ ابن عبد الحق
A Philosophical Perspective on the Uniqueness of the Qur'an ـــ Hamza Andreas Tzortzis

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran
تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون: 200 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

پاک بھارت تعلقات کی بہتری کیسے ممکن ہے؟

"دِلّی دور است" (سفر نامہ از عطاء الحق قاسمی، 1985ء) سے اقتباس

مرسلہ: نعیم اختر عدنان

سید ضمیر جعفری اور مجھ سے دہلی میں ہونے والی عالمی طنز و مزاح کانفرنس کے دوران ایک انٹرویو میں سوال کیا گیا کہ "کیا آپ سمجھتے ہیں اس قسم کی کانفرنسیں دونوں ہمسایہ ملکوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں؟" میں نے عرض کیا "میرے خیال میں اس قسم کی کانفرنسیں باہمی محبت اور بھائی چارے کو فروغ دیتی ہیں، تنگ نظری کی بجائے کشادگی پیدا کرتی ہیں۔ تاہم میرے خیال میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے مزاح سے زیادہ سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔" "کیا مذہب کی بنیاد پر کسی ریاست کا قیام کوئی مناسب بات ہے؟" اس سوال کے جواب میں کہا گیا "برادر عزیز اگر رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر ریاستیں وجود میں آسکتی ہیں تو مذہب کی بنیاد پر کیوں نہیں؟ اور پھر دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں اور بالکل برابر برابر واقع ہیں جو ایک ہی رنگ، نسل، زبان اور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کی علیحدہ اور خود مختار حیثیت قائم ہے۔ جب آپس میں نہیں بنتی، مفادات کا تصادم ہوتا ہے اور گھر کی دیواریں تنگ ہو جاتی ہیں تو دو بھائی بھی علیحدہ علیحدہ مکانوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا قیام پاکستان کو گاؤ ماتا کی تقسیم سمجھنے کی بجائے اس حقیقت کو اگر خوش دلی سے تسلیم کر لیا جائے تو دو علیحدہ علیحدہ گھروں میں رہنے کے باوجود ہم ایک دوسرے کے بہت قریب ہو سکتے ہیں۔ ویسے بھی موجودہ پاکستان صدیوں سے جغرافیائی اور تاریخی لحاظ سے ایک علیحدہ یونٹ رہا ہے۔ ایک اور بات کہ ہندوستان میں دس کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں اور وہ اکثریتی آبادی کے ہاتھوں خود کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے 1947ء میں پاکستان آنے کی بجائے ہندوستان میں رہنے کو ترجیح دی اور یوں انہوں نے انڈین نیشنلزم کے تصور کو عملی طور پر قبول کر لیا۔ ہندوستان نے اپنے اِن مسلمان شہریوں کو اس کا کیا اجر دیا؟ سکھ آزادی کے وقت ہندوؤں کا دست و بازو تھے مگر انہیں بھی اکثریتی فرقے سے شکایت ہے (اور سکھ "خالصتان" میں اپنے لیے زیادہ قربت محسوس کرتے ہیں)۔ وہ دن ہندوستان کے لیے روزِ سعید سے کم نہ ہوگا اگر اُس کے سماج سے فرقہ واریت کا زہر ختم ہو جائے۔ مگر اُس کے باوجود پاکستان کی ضرورت اور اہمیت قائم رہے گی۔ اس لیے کہ ہمارا روحانی اور معاشی تحفظ آزاد و خود مختار پاکستان سے وابستہ ہے۔ اگر جدائی بھی محبت قائم رکھنے کا ذریعہ ہو تو وہ برداشت کر لینی چاہیے۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان موجود سب مسئلے خوش اسلوبی سے طے ہوں اور پھر ہم مل جل کر دونوں ممالک کو خطہ جنت نشان بنا دیں۔"

☆☆☆☆☆

تنظیمی اطلاعات

محترم خورشید انجم کا بطور مرکزی ناظم تعلیم و تربیت تقرر

حافظ انجینئر نوید احمد (مرحوم) کی وفات کے بعد امیر محترم نے تفصیلی مشاورت کے بعد مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 5 نومبر 2015ء میں خورشید انجم کو مرکزی ناظم تعلیم و تربیت مقرر فرمایا۔ تاہم وہ انسداد سود مہم کے اختتام پر اپنی ذمہ داری کا چارج سنبھالیں گے۔

حلقہ پنجاب شمالی میں راجہ محمد اصغر کا بطور ناظم حلقہ تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کے تین سال مکمل ہونے پر نظر ثانی کے حوالے سے حلقہ کے ذمہ داران کی آراء حاصل کی گئیں۔ امیر محترم نے آراء کے پیش نظر مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 5 نومبر 2015ء میں مشورہ کے بعد ناظم حلقہ کے لیے راجہ محمد محمد اصغر کے تقرر کا فیصلہ فرمایا۔

نامے میرے نام

محترم جناب حافظ عاکف سعید

مدیر مسئول، ہفت روزہ "ندائے خلافت"

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے رفقاء کو بدستور ملک و ملت اور محنت کشوں کی خدمت کے نیک مشن میں کامیاب فرماتا رہے۔ آمین!

آپ کی قیادت میں جریدہ ہفت روزہ "ندائے خلافت" ہمیں باقاعدگی سے مل رہا ہے، جس کے لیے ہم مشکور ہیں۔ اس میں تحریر کردہ مضامین اخلاقی، دینی تعلیم و تربیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ہم اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اجازت دیں کہ اس میں سے کچھ روح افزا تحریریں اپنے ماہانہ رسالہ "پاک ورکرز" میں محنت کشوں کی تعلیم و تربیت کے لیے شائع کر لیا کریں۔ ہماری خواہش ہے کہ محنت کش ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار سرانجام دیتا رہے۔ جناب رسول پاک ﷺ نے انہیں حبیب کا درجہ دیا تھا۔ محنت کشوں کی ذمہ داریاں وحقوق کے متعلق بھی اپنے جریدہ کے موثر کالموں میں کچھ تحریر فرماتے رہا کریں، تاکہ سماج میں انہیں کو خدا کے حبیب کا درجہ و مقام مل سکے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ آپ کو بدستور اپنے نیک مشن میں کامیاب فرماتا رہے۔ آمین!

آپ کے لیے دعا گو

خورشید احمد

جنرل سیکرٹری، آل پاکستان ورکرز کنفیڈریشن

حلقہ مالاکنڈ کے زیرِ اہتمام ایک روزہ دعوتی دورہ

حلقہ مالاکنڈ انتہائی وسیع وعریض علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ اکثر اضلاع انتہائی دشوار گزار اور پہاڑی راستوں کے ذریعے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ آمدورفت بھی کافی مشکل سے ہوتی ہے۔ 9اور 10 محرم کو راقم ایک روزہ دعوتی مہم پر چکدرہ اور اوچ گیا۔ وہاں پر ہمارے دو رفقاء محترم بخت منیر اور مختار بخت نے دو مساجد میں وقت لیا تھا۔ راقم نے جامع مسجد گل مقام چکدرہ میں بعد نماز عصر عظمت قرآن اور قرآن مجید کے حقوق پر مفصل گفتگو کی۔ سامعین نے انتہائی توجہ سے خطاب کو سنا۔ ان کا شوق دیدنی تھا۔ جامع مسجد اوچ میں بھی اس موضوع پر خطاب کیا گیا۔ دونوں مساجد میں بھی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو قبول فرمائے (آمین)

(رپورٹ: ابوکلیم نبی محسن)

حلقہ اسلام آباد کے زیرِ اہتمام دورہ ترجمہ قرآن

پروگرام کا انعقاد سفاری کلب بحریہ ٹاؤن میں کیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع فیصل آباد سے تشریف لائے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے وقتاً فوقتاً ''ہدایت اور الھدیٰ''، ''اسلام اور سیکولرزم''، ''محمدٌ رسولُ اللہ'' اور دیگر اہم فکری موضوعات پر گفتگو اور ملٹی میڈیا کے ذریعے سامعین کی خصوصی تربیت فرمائی۔ پروگرام میں خواتین نے بھی بھرپور شرکت کی اور ''اسلام میں عورت کا مقام'' اور ''گھریلو زندگی کی پیچیدگیوں'' کے موضوع کو خاص طور پر سراہا۔

ہر اتوار کو ڈاکٹر صاحب نے تین تین گھنٹے کے خصوصی لیکچرز دیے۔ جس میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے مقامی تنظیم کے رفقاء کے ساتھ خصوصی مذاکرے بھی کیے۔ جن میں ''حقیقتِ نفاق'' اور ''نظم کی پابندی'' پر گفتگو ہوئی۔ نظم کی پابندی کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے اپنی مثال آپ پیش کی اور تیس دن اسلام آباد میں رہائش کے دوران مقامی تنظیم کے نظم کے تحت ایک عام رفیق کی حیثیت سے سمع وطاعت کے خوگر رہے۔

پروگرام کے آخری دن ڈاکٹر صاحب نے رُفقاء کو نصیحت کی کہ رمضان کی راتوں میں اصل اہمیت نماز تراویح کی ہے۔ لہٰذا رُفقاء کی توجہ ترجمہ سے زیادہ نماز تراویح کی ادائیگی میں ہونی چاہیے۔ دس سال سے کم عمر بچوں کی حوصلہ افزائی کیلئے روزانہ خصوصی تحائف کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پروگرام میں شرکاء کی عمومی حاضری تین سو سے چار سو کے درمیان رہی۔

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا سہ روزہ پروگرام

23 تا 25 اکتوبر 2015ء ایک سہ روزے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے نگران جناب محمد شمیم خٹک تھے جبکہ محترم یاسر حلیم کو اس کا امیر مقرر کیا گیا۔ سہ روزے کا انعقاد پشاور کے مضافاتی علاقے موضع جھگڑا، گڑھی رشیدہ، جامع مسجد عبدالسلام میں کیا گیا۔ اس میں کل 14 رفقاء شریک ہوئے۔ پروگرام 23 اکتوبر کو بعد از نماز عصر شروع ہوا اور 25 اکتوبر کو بعد از نماز عصر اختتام پذیر ہوا۔ محترم اسداللہ نے ''قرآن مجید کے حقوق''، محترم محتشم نے ''تقرب الی اللہ''، محترم محمد ابراہیم نے ''دین کا ہمہ گیر تصور اور دینی فرائض کا جامع تصور''، محترم وارث خان نے ''تاریخ اسلام وواقعہ کربلا'' محترم حامد نے ''حب رسولؐ اور اس کے تقاضے'' اور محترم نصراللہ نے ''تعارف تنظیم اسلامی'' پر خطاب کیا۔

ان تین دنوں میں خصوصی اور عمومی گشتوں کا اہتمام کیا گیا۔ علاقے کے عمائدین اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے ملاقاتیں کی گئیں۔ لوگوں نے بہت جوش وخروش کے ساتھ پروگراموں میں شرکت کی۔ شرکاء کی اوسط تعداد 60 ہوا کرتی تھی جبکہ مغرب کے بعد یہ تعداد تقریباً 90 تا 95 تک ہو جاتی تھی۔

صبح کے اوقات میں اور مختلف وقفوں میں تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ رفقاء سے سہ ورقہ سنا گیا اور مذاکرہ کرایا گیا۔ علاوہ ازیں رفقاء سے مختلف موضوعات پر درس کی پریکٹس کروائی گئی۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ لاہور شرقی کے تحت قصور میں دعوتی پروگرام

6/نومبر 2015ء کو حلقہ لاہور شرقی کے تحت ''قرآنِ حکیم اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر قصور میں ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کے لیے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ لاہور سے امیر حلقہ اپنی عاملہ کے ارکان کے ہمراہ عشاء کی نماز سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ امیر محترم بھی مقررہ وقت پر تشریف لے آئے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز 8:15 بجے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد عظیم نے ادا کیے۔ حافظ عبدالسلام نے دلنشین انداز میں تلاوتِ قرآنِ حکیم سے حاضرین کے دل موہ لیے۔ سید کلیم شاہ نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی اور بعد ازاں کلام اقبال کو بہت اچھے انداز میں سنایا۔ امیر محترم نے اپنی تمہیدی گفتگو میں قرآنِ مجید کا تعارف پیش کیا کہ یہ محض کتاب نہیں ہے بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ امیر محترم نے قرآنِ حکیم کے مسلمانوں پر پانچ حقوق کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا۔ انہوں نے شرکاء کی توجہ اس طرف دلائی گئی کہ ہم نے قرآن کے پیغام سے پہلوتہی کر لی ہے، لہٰذا پوری دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں بلکہ آخرت کی ناکامی کا بھی سودا کر لیا ہے۔ امیر محترم نے شرکاء کی توجہ اس حدیث کی طرف بھی دلائی جس میں آپؐ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ ؓ اور اپنی پھوپھی ؓ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ میں قیامت کے دن تمہارے کام نہیں آسکوں گا لہٰذا تم اپنے اعمال کی درستگی کی طرف توجہ کرو۔ پروگرام تقریباً 9:30 بجے اختتام پذیر ہوا۔

شرکاء کو ''قرآنِ حکیم اور ہماری ذمہ داریاں'' کتابچہ مفت تقسیم کیا گیا اور ان کے کوائف بھی حاصل کیے گئے۔ پروگرم میں تقریباً 600 احباب نے شرکت کی۔ جناب رانا جعفر صدیق اور علی احمد نے ساتھیوں سمیت بہت محنت کی جس کی جھلک پروگرام کے انتظامات میں واضح نظر آرہی تھی۔ رات تقریباً ساڑھے دس بجے تمام ساتھی لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔ مکتبہ کی موبائل وین خاص طور پر منگوائی گئی تھی جہاں سے شرکاء نے اپنے ذوق کے مطابق خریداری کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: محمد عظیم)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''جامع مسجد قمرالاسلام، ترلائی کلاں، فارمنگ ایریا، نزد پراچہ چوک اسلام آباد'' میں

مدرسین ریفریشر کورس

11 تا 13/دسمبر 2015ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-2840707

0323-5044904, 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

Proven False Flag Attacks - Governments of the West admit They Do It!

There are many documented false flag attacks, where a government carries out a terror attack … and then falsely blames its enemy for political purposes.

In the following several instances, officials in the government which carried out the attack (or seriously proposed an attack) *admits* to it, either orally or in writing. All instances have been extracted from the documents later declassified by the CIA and other intelligence agencies:

(1) The British government admits that – between 1946 and 1948 – it bombed 5 ships carrying Jews attempting to flee the Holocaust to seek safety in Palestine, set up a fake group called “Defenders of Arab Palestine”, and then had the psuedo-group falsely claim responsibility for the bombings.

(2) Israel admits that in 1954, an Israeli terrorist cell operating in Egypt planted bombs in several buildings, including U.S. diplomatic facilities, then left behind “evidence” implicating the Arabs as the culprits (one of the bombs detonated prematurely, allowing the Egyptians to identify the bombers, and several of the Israelis later confessed).

(3) The CIA admits that it hired Iranians in the 1950's to pose as Communists and stage bombings in Iran in order to turn the country against its democratically-elected prime minister.

(4) The British Prime Minister admitted to his defense secretary that he and American president Dwight Eisenhower approved a plan in 1957 to carry out attacks in Syria and blame it on the Syrian government as a way to effect regime change. The false flag was later discussed in details in a documentary aired by BBC.

(5) The former Italian Prime Minister, an Italian judge, and the former head of Italian counterintelligence admit that NATO, with the help of the Pentagon and CIA, carried out terror bombings in Italy and other European countries in the 1950s and blamed the communists, in order to rally people’s support for their governments in Europe in their fight against communism. As one participant in this formerly-secret program stated: “You had to attack civilians, people, women, children, innocent people, unknown people far removed from any political game. The reason was quite simple. They were supposed to force these people, the Italian public, to turn to the state to ask for greater security” (Italy and other European countries subject to the terror campaign had joined NATO before the bombings occurred). They also allegedly carried out terror attacks in France, Belgium, Denmark, Germany, Greece, the Netherlands, Norway, Portugal, the UK, and other countries.

(6) In 1960, American Senator George Smathers suggested that the U.S. launch “a false attack made on Guantanamo Bay which would give us the excuse of actually fomenting a fight which would then give us the excuse to go in and [overthrow Castro]“.

(7) As admitted by the U.S. government, recently declassified documents show that in 1962, the American Joint Chiefs of Staff signed off on a plan to ***blow up AMERICAN airplanes*** (using an elaborate plan involving the switching of airplanes), and also to ***commit terrorist acts on American soil***, and then to blame it on the Cubans in order to justify an invasion of Cuba. The false flag was later discussed in details in an ABC news report; the official documents; and an exclusive interview with the former Washington Investigative Producer for ABC’s World News Tonight with Peter Jennings.

(8) The NSA admits that it lied about what really happened in the Gulf of Tonkin incident in 1964 … manipulating data to make it look like North Vietnamese boats fired on a U.S. ship so as to create a false justification for the Vietnam war. Documents declassified by the CIA 25 years later prove the false flag.

(9) A U.S. Congressional committee admitted that – as part of its “Cointelpro” campaign – the FBI had used many provocateurs in the 1950s through 1970s to carry out violent acts and falsely blame them on political activists.

(10) A Mossad agent admits that, in 1984, Mossad planted a radio transmitter in Gaddaffi's compound in Tripoli, Libya which broadcast fake terrorist trasmissions recorded by Mossad, in order to frame Gaddaffi as a terrorist supporter. Ronald Reagan bombed Libya immediately thereafter.

(11) As reported by BBC, the New York Times, and Associated Press, Macedonian officials admit that the government murdered 7 innocent immigrants in cold blood and pretended that they were Al Qaeda soldiers attempting to assassinate Macedonian police, in order to join the "war on terror".

(12) Senior police officials in Genoa, Italy admitted that – in July 2001, at the G8 summit in Genoa – planted two Molotov cocktails and faked the stabbing of a police officer, in order to justify a violent crackdown against protesters.

(13) Although the FBI now admits that the 2001 anthrax attacks were carried out by one or more U.S. government scientists, a senior FBI official says that the FBI was actually *told* to blame the Anthrax attacks on Al Qaeda by White House officials (remember that the anthrax letters looked like official U.S. government issued post). Government officials also confirm that the white House tried to link the anthrax to Iraq as a justification for regime change in that country.

(14) Similarly, the U.S. falsely blamed Iraq for playing a role in the 9/11 attacks – as shown by a memo from the defense secretary – as one of the main justifications for launching the Iraq war. Even after the 9/11 Commission admitted that there was no connection, Dick Cheney said that the evidence is "overwhelming" that al Qaeda had a relationship with Saddam Hussein's regime, that Cheney "probably" had information unavailable to the Commission, and that the media was not 'doing their homework' in reporting such ties. Top U.S. government officials now admit that the Iraq war was really launched for oil … not 9/11 or weapons of mass destruction (despite previous "lone wolf" claims, many U.S. government officials now say that 9/11 was internally-sponsored terror; but Iraq was *not* the state which backed the hijackers).

(15) Former Department of Justice lawyer John Yoo suggested in 2005 that the US should go on the offensive against al-Qaeda, having **"our intelligence agencies create a false terrorist organization. It could have its own websites, recruitment centers, training camps, and fundraising operations. It could launch fake terrorist operations and claim credit for real terrorist strikes, helping to sow confusion within al-Qaeda's ranks, causing operatives to doubt others' identities and to question the validity of communications."**

(16) Undercover Israeli soldiers admitted in 2005 to throwing stones at other Israeli soldiers so they could blame it on Palestinians, as an excuse to crack down on peaceful protests by the Palestinians.

(17) High-level American sources admitted that the Turkish government – a fellow NATO country – carried out the chemical weapons attacks blamed on the Syrian government; and high-ranking Turkish government admitted on tape plans to carry out attacks and blame it on the Syrian government.

(18) The former Ukrainian security chief admits that the sniper attacks which started the Ukrainian coup were carried out in order to frame others.

(19) Britain's spy agency GCHQ has admitted that it carries out "digital false flag" attacks on targets, framing people by writing offensive or unlawful material … and blaming it on the target. The claims have been proven by the Snowden leaks.

20) U.S. withdraws all its troops from Pearl Harbor and leaves the skies open for a Japanese invasion, that resulted in the 'Pearl Harbor' incident and the subsequent nuclear attacks on Nagasaki and Hiroshima.

21) 9/11, one of the biggest and most evident false flag attacks in history. It led to the start of 'War on Terror' and the occupation of Afghanistan, Iraq, many African countries including Libya and now the turmoil in Syria.

22) 9/11-styled false flag attacks were planned by MI6 in the London metro, named 7/7, in Mumbai India named 26/11 and in Madrid, Spain named 8/8. All these false flags reinforced the war on terror and brought it into new countries like Libya, Syria, Somalia, Sudan etc.

This is just the tip of the iceberg and food for thought.

The moral: Take whatever the Mainstream Media tells you with a pinch of salt.

Source adapted from: ***http://www.washingtonsblog.com/***

Vol: 24 Regd. No. C.P.L NO.114 No. 44

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore